بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء

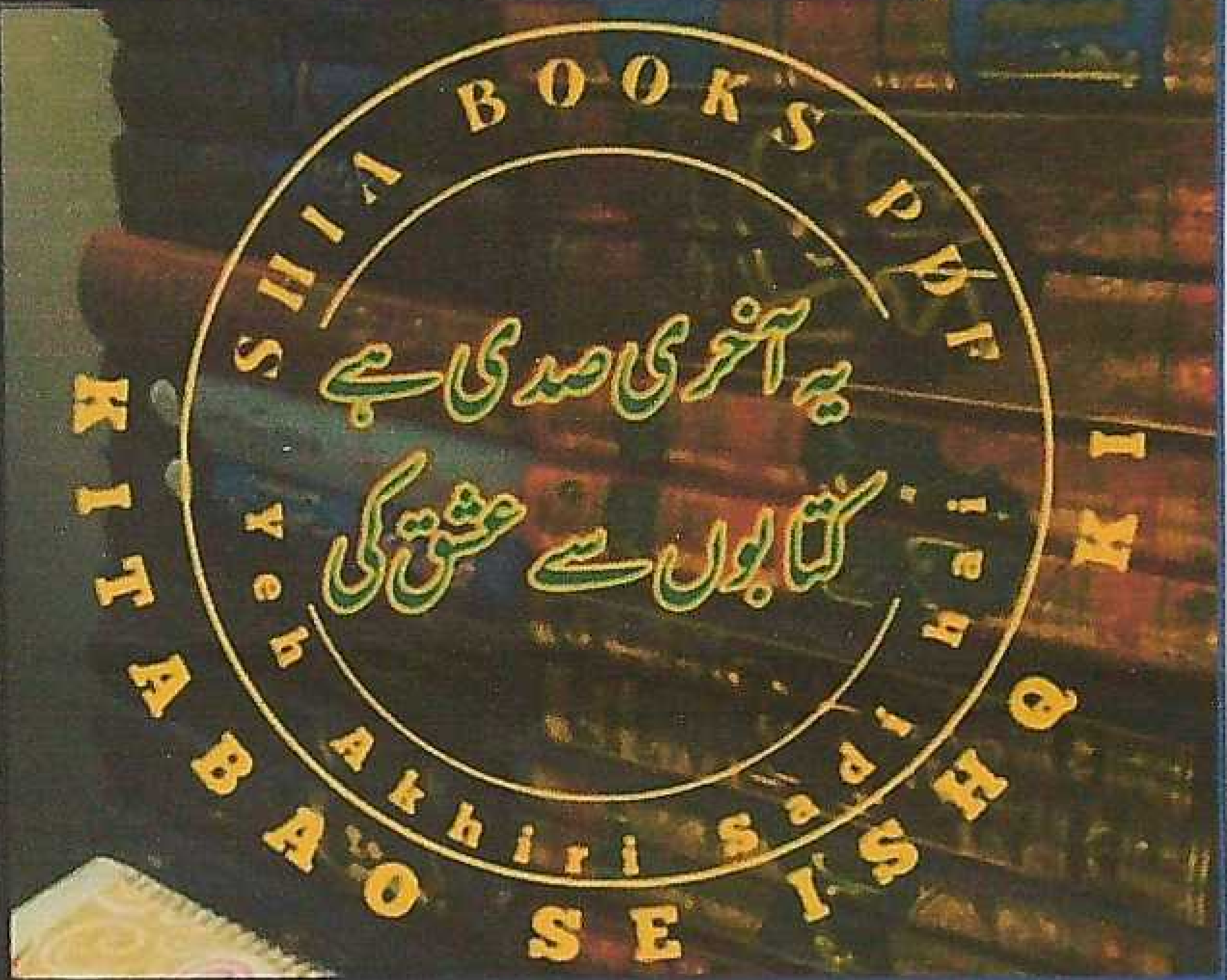

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

المهدی فی القرآن

مؤلف: مولانا سید علی افضل زیدی قمی

محمد علی بک ڈپو

عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

المھدی
فی القرآن

مؤلف: مولانا سید علی افضل زیدی قمی

ناشر

محمد علی بک ڈپو

زوہرا گارڈن دوکان نمبر ۲، نزد محفل شاہ خراسان،
بریٹو روڈ، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی
Ph:021-32242991 Cell: 0300-2985928

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

Cont: 0314-2056416.
Whatsup: 0341-7234330, 0342-20488

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مشخصاتِ کتاب

کتاب : **المہدی فی القرآن** (عجل اللہ تعالیٰ)

تحقیق وتالیف : مولانا سید علی افضل زیدی قمی

نظر ثانی وتصحیح : سیدہ نورین فاطمہ زیدی

کمپوزنگ/صفحہ بندی: العباس ٹائپنگ اینڈ ڈیزائننگ

alabbastnd@gmail.com

ناشر : محمد علی بک ڈپو۔ سولجر بازار کراچی

طبع : 2022

پرنٹر : جیوانی پریس 0300-2343346

بانئ ادارہ:

مرحوم سجاد حسین جیوانی

حسن علی بک ڈپو - محمد علی بک ڈپو

کراچی، پاکستان

انتساب

اس کتاب کو امام زمانہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بی بی نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کو ہدیہ کرتا ہوں۔

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

فہرست

مقدمہ ---------- ۹
سورہ حمد ---------- ۱۱
سورہ بقرہ ---------- ۱۳
سورہ نساء ---------- ۱۹
سورہ توبہ ---------- ۲۲
سورہ یونس ---------- ۲۶
سورہ ہود ---------- ۲۹
سورہ ابراہیم ---------- ۳۳
سورہ حجر ---------- ۳۴
سورہ اسراء ---------- ۳۵
سورہ انبیاء ---------- ۳۷
سورہ حج ---------- ۳۹
سورہ نور ---------- ۴۱
سورہ نمل ---------- ۵۶
سورہ قصص ---------- ۶۲

سورہ عنکبوت ---------- ۶۹

سورہ لقمان ---------- ۷۱

سورہ سجدہ ---------- ۷۶

سورہ سبا ---------- ۷۸

سورہ ص ---------- ۸۲

سورہ زمر ---------- ۸۴

سورہ شوریٰ ---------- ۹۱

سورہ زخرف ---------- ۹۳

سورہ دخان ---------- ۱۰۲

سورہ جاثیہ ---------- ۱۰۴

سورہ ق ---------- ۱۰۵

سورہ ذاریات ---------- ۱۰۸

سورہ حدید ---------- ۱۰۹

سورہ مجادلہ ---------- ۱۱۳

سورہ صف ---------- ۱۱۶

سورہ ملک ---------- ۱۱۹

سورہ معارج ---------- ۱۲۲

سورہ جن ---------- ۱۲۴

سورہ مدثر ---------- ۱۲۷

سورہ نبا ---------- ۱۳۱

سورہ تکویر ---------- ۱۳۲

سورہ المطففین ---------- ۱۳۴

سورہ انشقاق ---------- ۱۳۵

سورہ بروج ---------- ۱۳۶

سورہ طارق ---------- ۱۳۸

سورہ فجر ---------- ۱۳۹

سورہ شمس ---------- ۱۴۰

سورہ لیل ---------- ۱۴۲

سورہ قدر ---------- ۱۴۳

سورہ بینہ ---------- ۱۴۵

سورہ عصر ---------- ۱۴۶

منابع و مآخذ ---------- ۱۴۷

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

مقدمہ

یہ کتاب وقت کے امام، منجی عالم بشریت حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے عنوان سے شب ولادت شروع کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اس کتاب میں کوشش کی جائے گی کہ تاویل آیات کی روشنی میں، عقلی و نقلی طریقہ سے اثبات کرتے ہوئے فقط ان آیات کو قلم بند کیا جائے جس سے ائمہ طاہرین بالخصوص امام زمانہ کا تعلق ہے۔ ویسے تو آپ نے کافی کتابیں دیکھی اور پڑھی ہوں گی جس میں حضرت علی کے بارے میں آیات کا ذکر کیا ہے مثلاً علی فی القرآن۔ ہم نے سوچا کہ چند آیات جن کا تعلق امام زمانہ سے ہے ان کو المہدی فی القرآن کے عنوان سے قلم بند کیا جائے۔ یقیناً وقت کے امام کی معرفت بہت ضروری ہے اور ہمیں کم از کم کچھ آیات کا علم تو ہو جن کا تعلق امام زمانہ سے ہے۔ ویسے تو امام زمانہ پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن ہم اس کتاب میں فقط آیات قرآنی کو ہی ذکر کریں گے اور ان آیات کی تاویل کو جو امام زمانہ سے مربوط ہے ان کو تحریر کریں گے۔ یقیناً خدا کا وعدہ ہے کہ زمین کے وارث اللہ کے نیک اور صالح بندے ہیں اور وہ نیک اور صالح بندے کو زمین پر اپنا خلیفہ بنائے گا اور زمین کو ناامنی کے بعد امن میں تبدیل کرے گا۔

آج ہر انسان پریشان و مضطرب ہے یقیناً ہر انسان نجات کا طلبگار ہے، ہر پریشان چاہتا ہے کہ پریشانی دور ہو جائے اور ہر مقروض چاہتا ہے اس کا قرض ادا ہو جائے، ہر مریض چاہتا ہے اسے بیماریوں سے شفا مل جائے، یقیناً سب کو انتظار ہے کہ اس دنیا میں عدل و انصاف قائم ہو جائے۔ یقیناً جب وقت کے امام،

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

صاحب العصر والزمان علیہ السلام آئیں گے تو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ ہر جگہ امن ہی امن ہوگا اور ہر زبان پر جاری ہوگا حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔

اللھم عجل لولیک الفرج

العبد الفقیر

سید علی فضل زیدی

شب ۱۵ شعبان ۱۴۴۱ھ

واٹساپ نمبر: ۰۰۹۸۹۱۹۰۴۹۳۲۳۹

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

سورہ حمد: آیت ۶

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔

ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ۔

ہر شخص کی خواہش ہے کہ سیدھے راستے پر، راہِ مستقیم پر قائم و دائم رہے اگر راہ مستقیم سے ہٹ گیا تو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً میں کراچی ایئرپورٹ پر ہوں اور ایک فلائٹ عراق جا رہی ہے اور ایک ایران، مجھے ایران جانا ہے تو میں کس فلائٹ میں بیٹھوں یقیناً جو فلائٹ ایران جا رہی ہے اس پہ سوار ہوں تو اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤں گا اگر عراق کی فلائٹ میں بیٹھ گیا تو میں اپنی منزل مقصود سے دور ہو جاؤں گا۔ اب ہم اس آیت کو دیکھتے ہیں راہ مستقیم کی طرف ہدایت چاہتے ہیں تو یہ راستہ فقط محمد و آل محمد کا ہے جو ہمیں خدا تک، لقاء اللہ تک لے کر جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے کسی اور کی پیروی کی تو وہ ہمیں خدا تک نہیں لے کر جا سکتے، فقط محمد و آل محمد ہی ہیں جو ہمیں خدا تک لے کر جا سکتے ہیں۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "اھدنا الصراط المستقیم الطریق و معرفة الامام"[1]

راستہ، وہ معرفت امام ہے۔

صراط مستقیم معرفت امامؑ ہے۔ اب ہمیں ہر امامؑ کی معرفت حاصل کرنا چاہیے خصوصاً اپنے وقت کے امامؑ کی معرفت ضروری ہے۔ اگر وقت کے امامؑ کی معرفت حاصل نہ کی تو دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھانا پڑے گا۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: "نحن الصراط المستقیم[2] ہم ہیں صراط مستقیم۔" امام علی سے لے کر امام مہدیؑ تک سارے کے سارے صراط مستقیم ہیں۔ ان کے راستے پر ہمیں چلنا ہے۔

[1] البرھان ج ۱، ص ۱۰۷

[2] البرھان ج ۱، ص ۱۱۴

تفسیر ثعلبی میں مسلم بن حیان، ابی بریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم سے مراد صراط محمد و آلہ (علیھم اسلام)[۳]

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

[۳] تفسیر الصراط المستقیم ج ۳، ص ۵۷۵، تفسیر القرآن الکریم (الشامی) ص ۱۶۷، البرحان ج ۱، ص ۱۱۷/الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۱۲۰

سورہ بقرہ: آیات ۲-۳

هُدًى لِلْمُتَّقِينَ۔ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔

ہدایت ہے تقویٰ والوں کے لیے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں متقین کی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی نشانی متقین کی یہ ہے کہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم اپنی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ہر شخص کا ہر مذہب و ہر فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان رکھتا ہے۔ اللہ غیب ہے ایمان ہے۔ ملائکہ غیب ہیں ایمان ہیں۔ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے چلے گئے ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا لیکن ایمان ہے۔ جنت و جہنم کو دیکھا نہیں لیکن ایمان ہے۔ سب باتوں کو چھوڑیں ہمارے وجود میں خود ایک چیز غیب ہے اس پر ایمان ہے وہ ہے عقل۔ کیا کوئی شخص اپنی عقل نکال کر دیکھ سکتا ہے اور کہے یہ رہی میری عقل؟ بالکل نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو انسان کے وجود میں رکھا جو دکھائی نہیں دیتی، لیکن صاحب عقل کی کچھ علامات ہیں جن سے پہچان لیا جاتا ہے کہ اس کے پاس عقل ہے، اگر کوئی شخص عجیب و غریب حرکات کر رہا ہوتا ہے تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ اس کے پاس عقل نہیں ہے، پاگل ہے یا دیوانہ ہے۔

جب غیب پر عقیدہ سب کا ہے تو قرآن کہہ رہا ہے یومنون بالغیب، غیب پر ایمان رکھو۔ المتقین سے مراد چھٹے امامؑ فرماتے ہیں: المتقون: شیعتنا۔[۳] ہمارے شیعہ مراد ہیں۔

اور آپ نے الذین یومنون بالغیب کے بارے میں فرمایا:

من آمن بقیام القائم (علیہ السلام) أنه حق۔

جو امام زمانہؑ کے قیام پر ایمان لائے بے شک وہ حق پر ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ۔ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

[۳] تفسیر العیاشی ج ۱، ص ۲۶، تفسیر الصافی ج ۱، ص ۹۲

المتقون شیعة علی و الغیب هو حجة الغائب۔[5]

متقین سے مراد علیؑ کے شیعہ اور غیب سے مراد حجت غائب۔

رسول خداﷺ نے فرمایا:

طوبی للصابرین فی غیبته، طوبی للمقیمین علی محبتهم، أولئك من وصفهم الله فی کتابه، فقال: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ و قال: أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.[6]

رسول خداﷺ نے بارہ اماموں کے بارے میں حدیث کو ذکر کیا اور اس میں امام زمانہؑ کے بارے میں فرمایا: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: امام زمانہؑ کی غیبت میں صابرین کے لیے خوش خبری ہے اور ان کی محبت پر متقین کے لیے بھی خوش خبری ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی توصیف اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔ پس فرمایا: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور فرمایا: أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کا گروہ ہی نجات پانے والا ہے۔

امام باقرؑ فرماتے ہیں: هُدًى لِلْمُتَّقِينَ

یہ دو آیتیں فالآیتان لشیعتنا هم المتقون و الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ و هو البعث و النشور و قیام القائم ع و الرجعة۔ ہمارے شیعوں کے لیے ہے کہ وہ متقی ہیں اور غیب سے مراد، مردوں کا اٹھایا جانا و قائم کا قیام اور رجعت مراد ہے۔[7]

امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

---

[5] کمال الدین ج ۱، ص ۱۸۱، اثبات الهداة ج ۵، ص ۷۲، بحار الانوار ج ۵۲، ص ۱۲۴

[6] البرهان ج ۱، ص ۱۲۴، الزام الناصب ج ۱، ص ۵۳

[7] تاویل الآیات الظاهرة ج ۱، ص ۳۳

منذ خلق الله آدم من حجة لله فیها، ظاهر مشهور، أو غائب مستور، ولا تخلو إلى أن تقوم الساعة من حجة لله فیها، ولولا ذلك لم یعبد الله. قال سلیمان: فقلت للصادق (علیه السلام): فکیف ینتفع الناس بالحجة الغائب المستور؟ قال: کما ینتفعون بالشمس إذا سترها السحاب۔[8]

جب سے اللہ تعالی نے آدم کو خلق فرمایا ہے اس وقت سے زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہے اب یہ حجت یا ظاہر ہو دیکھنے میں آئے یا غائب ہو دکھائی نہ دے اور زمین حجت خدا سے قیامت تک خالی نہیں رہ سکتی۔ اگر روئے زمین پر حجت خدا نہ ہو تو خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی۔ سلمان نے کہا: ''مولا! کس طرح لوگ حجت غائب سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں'' امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جس طرح بادلوں کے پیچھے سے سورج سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے (اسی طرح غیبت امامؑ میں ان سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے)

---

[8] روضة الواعظین ج ۱، ص ۱۹۹، امالی صدوق ص ۱۸۶، کمال الدین ج ۱، ص ۲۰۷

سورہ بقرہ: آیت ۱۴۸

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ہر ایک کے لیے ایک رخ معین ہے اور وہ اس کی طرف منہ کرتا ہے اب تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو اور تم سب جہاں بھی رہو گے خدا ایک دن سب کو جمع کر دے گا۔

ا۔ سید عبد العظیم حسنی سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد تقیؑ سے عرض کیا:

مجھے امید ہے کہ حضرت قائمؑ کا تعلق اہل بیت محمدؐ سے ہو گا جو کہ ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا:

ہم سب میں سے ہر امام قائم بامر اللہ ہے اور دین کا ہادی ہے، لیکن جس قائم علیہ السلام کے ذریعے سے اللہ زمین کو اہل کفر و عناد سے پاک کرے گا اور عدل و انصاف سے بھرے گا، قائم وہ ہو گا جس کی ولادت لوگوں سے مخفی ہو گی اور اس کا وجود لوگوں سے غائب ہو گا اور لوگوں کے لیے اس کا نام لینا حرام ہو گا۔ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام اور ہم کنیت ہو گا۔ اس کے لیے زمین کو سمیٹ دیا جائے گا اور ہر مشکل امر اس کے لیے آسان کر دیا جائے گا۔ اس کے پاس اصحاب بدر کی تعداد میں اصحاب جمع ہوں گے اور وہ زمین کے مختلف اطراف و اکناف سے اس کے پاس تین سو تیرہ کی تعداد میں جمع ہوں گے۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا۔ تم سب جہاں بھی رہو گے خدا ایک دن سب کو جمع کر دے گا۔

جب تین سو تیرہ اہل اخلاص آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے تو اللہ ان کے امر کو ظاہر کر دے گا اور جب آپ کی بیعت کی جائے گی تو دس ہزار افراد آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ آپ انہیں لے کر خروج کریں گے اور دشمنان خدا کو قتل کریں گے یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے گا۔

شاہ عبد العظیم کہتے ہیں میں نے کہا: انہیں کیسے پتا چلے گا کہ خدا راضی ہو گیا ہے؟

امام محمد تقیؑ نے فرمایا:

يلقي في قلبه الرحمة، فاذا دخل المدينة اخرج اللات و العزى فأحرقهما.

اللہ ان کے دل میں رحمت ڈال دے گا، بس جب وہ مدینہ میں داخل ہوں گے تو لات و عزیٰ دو بتوں کو نکال کر جلا ڈالیں گے۔[9]

۲۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

تین سو تیرہ افراد غزوہ بدر کے مجاہدین کی تعداد کے برابر اپنے بستروں سے گم و غائب پائے جائیں گے۔ صبح کے وقت وہ مکہ مکرمہ میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا۔

یہ لوگ امام قائمؑ کے اصحاب ہوں گے۔[10]

۳۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: یہ آیت فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا۔ اصحاب قائمؑ کے لیے نازل ہوئی ہے۔ وہ رات کے وقت اپنے بستروں سے اچانک غائب ہو جائیں گے اور صبح کے وقت وہ مکہ مکرمہ میں ہوں گے ان میں سے کچھ بادلوں پر سفر کریں گے اور امام کے نام ولدیت، حلیہ اور ان کے نسب سے واقف ہوں گے۔

مفضل کہتے ہیں میں نے عرض کیا: ان میں سے ایمانی لحاظ سے زیادہ باعظمت کون ہو گا؟

امامؑ نے فرمایا: وہ جو دن کے وقت بادل پر سواری کرے گا۔[11]

---

[9] کمال الدین ج۲، ص ۳۷۷، ۱۱۔ الاحتجاج ج۲، ص ۴۹۹، تفسیر نور الثقلین ج۱، ص ۱۳۸، البرهان ج۱، ص ۳۵۵، تفسیر کنز الدقائق ج۲، ص ۱۹۰، اعلام الوری، ص ۴۳۵، بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۸۳

[10] نور الثقلین ج۱، ص ۱۳۹

[11] تفسیر نور الثقلین ج۱، ص ۱۳۹، کمال الدین ج۱، ص ۶۷۲، اثبات الهداة ج۵، ص ۱۱۱

۴۔امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

ذلک و اللہ ان لو قام قائمنا یجمع اللہ جمیع شیعتنا من جمیع البلدان۔[۱۲]

خدا کی قسم اگر ہمارا قائم قیام کرے تو اللہ تعالی تمام مقامات سے ہمارے شیعوں کو ان کے لیے جمع کر دے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا کی آیت کے متعلق فرمایا کہ "الخیرات" سے مراد ہماری ولایت ہے اور جن کو خدا نے یکجا کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ امام قائم علیہ السلام کے تین سو تیرہ افراد ہیں۔ خدا کی قسم! ان کی تعداد مقرر ہے اور وہ خریف کے بادل کے ٹکڑوں کی طرح سے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔[۱۳]

---

[۱۲] مرآۃ العقول ج۲۶، ص۲۱۲، تفسیر کنز الدقائق ج۲، ص۱۹۲، مجمع البیان ج۱، ص۴۲۱، الفرقان فی تفسیر القرآن ج۲، ص۲۰۷، زبدۃ التفاسیر ج۱، ص۲۶۳، المنتخب فی تفسیر کتاب اللہ ج۱، ص۴۲۳

[۱۳] کافی ج۸، ص۳۱۳، حلیۃ الابرار ج۶، ص۳۰۳، مرآۃ العقول ج۲۶، ص۲۱۴، بحار الانوار ج۵۲، ص۲۸۸، تفسیر نور الثقلین ج۱، ص۱۴۰

سورہ نساء: آیت ۵۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

اے صاحبان ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول و صاحبان امر کی اطاعت کرو۔

اللہ نے اپنی اور رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا--- وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ نازل ہوئی تو میں نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ: ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو پہچان لیا یہ بتائیں کہ وہ "اولی الامر" کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے آپ ﷺ کی اطاعت کے ساتھ شامل کیا ہے؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

جابر! وہ میرے خلفاء ہیں اور وہ میرے بعد وہ مسلمانوں کے امام ہیں۔

ان میں سے پہلے علی ابن ابی طالبؑ ہیں، پھر حسنؑ ہیں، پھر حسینؑ، پھر علی ابن الحسینؑ، پھر محمد بن علیؑ ہیں جن کا تورات میں لقب باقر ہے، اور جابر تم ان سے ملاقات کرو گے۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا، جعفر بن محمدؑ ہیں، پھر موسیٰ بن جعفرؑ، پھر علی بن موسیٰؑ، پھر محمد بن علیؑ، پھر علی بن محمدؑ، پھر حسن بن علیؑ ہیں پھر وہ امام ہوں گے جو میرے نام اور میرے ہم کنیت ہوں گے۔ وہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں میں خدا کا بقیہ ہوں گے۔ اور وہ حسن بن علیؑ کے فرزند ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پہ مشارق و مغارب فتح کرے گا۔ وہ اپنے دوستوں اور شیعوں سے غیبت اختیار کریں گے۔ زمانہ غیبت میں ان کی امامت پر وہی قائم رہے گا جس کے دل کا خدا نے امتحان لیا ہوگا۔ جابر نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ان کے زمانہ غیبت میں ان کے شیعہ ان سے مستفید ہو سکیں گے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت دے کر مبعوث کیا، ان کے دور کے شیعہ ان کے وجود کے نور

ے اور ان کے ولایت سے ایسے ہی روشنی حاصل کریں گے جیسا کہ لوگ سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں جبکہ وہ بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔"

پھر آنحضرت نے فرمایا: جابر! یہ خدا کا راز ہے اور اس کا پوشیدہ علم ہے۔ اسے نااہلوں سے چھپانا۔"[۱۴]

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ سے سنا: آپ نے فرمایا کہ: رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

و قد أخبرني ربي أنه قد استجاب لي فيك و في شركائك الذين يكونون من بعدك فقلت: يا رسول الله و من شركائي من بعدي؟ قال: الذين قرنهم الله بنفسه وبي. فقال: أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فقلت و من هم؟ قال: الأوصياء مني. إلى أن يردوا علیّ الحوض كلهم هادين مهديين لا يضرهم من خذلهم هم مع القرآن و القرآن معهم لا يفارقهم و لا يفارقونه بهم ينصر أمتي و بهم تمطر و بهم يدفع عنهم البلاء و بهم يستجاب دعاؤهم فقلت: يا رسول الله سمهم لي. فقال: ابني هذا و وضع يده على رأس الحسن ثم ابني هذا و وضع يده على رأس الحسين ثم ابن له يقال له علي و سيولد في حياتك فاقرأه مني السلام ثم تكملة اثني عشر من ولد محمد صلى الله عليه و آله فقلت له بأبي انت و أمي فسمهم لي فسماهم رجلًا رجلًا فقال: فيهم و الله يا أخا بني هلال مهدي أمة محمد الذي يملأ الأرض قسطاً و عدلاً كما ملئت ظلماً و جوراً۔

اے علیؑ! میں نے تیرے اور تیرے شریک کار افراد کے لیے خدا کے حضور جو دعا کی ہے، اس متعلق مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ اس نے اس دعا کو قبول کر لیا ہے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بعد میرے شریک کار کون ہیں؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہی تیرے شریک کار ہیں جن کا ذکر اللہ نے اپنے اور میرے ساتھ کیا ہے اور جن کے متعلق اس نے ارشاد فرمایا: أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

میں نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟

[۱۴] تفسیر نور الثقلین ج ۱، ص ۴۹۹، البرہان ج ۲، ص ۱۰۳

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے اوصیاء ہیں جو میرے پاس حوض پر ہادی و مہدی بن کر وارد ہوں گے۔ جو انہیں چھوڑ دے وہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ قرآن ان سے جدا نہیں اور وہ قرآن سے الگ نہیں۔ ان کی وجہ سے میری امت کی مدد کی جائے گی اور ان کی وجہ سے باران رحمت کا نزول ہو گا ان کی وجہ سے بلائیں دور ہوں گی اور دعائیں قبول ہوں گی۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب مجھے ان کے نام بتائیں۔

آپ ﷺ نے: میرا یہ بیٹا۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے امام حسن کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر آپ ﷺ نے امام حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میرا یہ بیٹا: پھر فرمایا: اس سے ایک بیٹا میرا ہو گا جس کا نام علی ہو گا اور وہ تمہاری زندگی میں ہی پیدا ہو گا۔ اسے میرا سلام کہنا اور یوں بارہ امام ہوں گے۔

میں نے کہا: اے رسول خدا ﷺ آپ مجھے ان سب کے نام بتائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے ایک ایک کا نام مجھے بتایا اور فرمایا: خدا کی قسم امت محمد کا مہدی ہم میں سے ہی ہو گا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پُر کر دے گا جس طرح وہ زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ میں اسے بھی جانتا ہوں جو رکن و مقام کے درمیان اس کی بیعت کرے گا اور میں اس کے مدد گاروں کے نام اور ان کے قبائل کے نام بھی جانتا ہوں۔[۱۵]

[۱۵] مواہب الرحمان ج ۸، ص ۳۳۴، نور الثقلین ج ۱، ص ۵۰۳، تفسیر کنز الدقائق ج ۳، ص ۴۳۵، کتاب التفسیر ج ۱، ص ۲۵۳، تفسیر الصافی ج ۱، ص ۱۹

سورہ توبہ :آیت ۳۳

هُوَالَّذِیٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰی وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

یہ آیت کریمہ تمام ادیان عالم پر اسلام کی کامیابی کی دلیل کی طرف اشارہ کرتی ہے کیوں کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا مضمون ہدایت پر مبنی ہے اور عقل سلیم ہر مقام پر اس کی گواہی دے گی اور اسلام کے اصول وفروع حق کے موافق ہیں اور حق کے خواہاں ہیں تو یقیناً ایسا دین فطری طور پر تمام ادیان پر کامیابی حاصل کرے گا۔

ہندوستان کے ایک دانشور کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ ایک مدت تک مختلف عالمی ادیان کا مطالعہ کرتا رہا اور ان کے بارے میں اس نے تحقیق کی اور آخر کار بہت زیادہ مطالعہ اور تحقیق کرنے کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا اور انگلش زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا کہ "میں مسلمان کیوں ہوا" اس میں اس نے تمام ادیان کے مقابلے میں اسلام کی خوبیاں واضح کی ہیں۔ اہم ترین امور جنہوں نے اس کی توجہ جلب کی ان میں سے ایک کے بارے میں وہ کہتا ہے:

اسلام وہ واحد دین ہے جس کی تاریخ ثابت وبرقرار اور مضبوط ہے۔[۱]

قرآن کریم نے اسلام کو ہی پسندیدہ دین قرار دیا ہے اور اس دین کے علاوہ کسی دوسرے دین کو قبول بھی نہیں کیا ہے۔ یہ آیت کریمہ اور دیگر آیات امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور اور قیام کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ یہ آیت کریمہ اور سورہ صف کی آیت بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ ذکر ہوئی ہے اور کچھ فرق کے ساتھ اس کا تکرار سورۂ فتح میں بھی ہوا ہے جو ایک اہم واقعہ کی خبر دیتی ہے جس کی اہمیت اس تکرار کا سبب بنی ہے اور جو

[۱] المنار ج ۱۰، ص ۳۹۸، نقل از تفسیر نمونہ ج ۷، صفحہ ۳۷۱

اسلام کے عالمگیر ہونے کی خبر دیتی ہے۔ آیت کا مفہوم اسلام کی تمام پہلوؤں سے تمام ادیان عالم پر کامیابی کی خبر دیتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آخر کار اسلام تمام کرہ زمین پر محیط ہو جائے گا اور تمام عالم پر کامیاب ہوگا۔ اور یہ کامیابی اس وقت کامل ہوگی جب حضرت مہدی علیہ السلام ظہور کریں گے اور اسلام کے عالمی پروگرام کو تحقق بخشیں گے اور عالمی طور پر اس کو نافذ کریں گے۔

۱۔ صاحب مجمع البیان علامہ طبرسیؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ذلك يكون عند خروج المهدی من آل محمد۔ عليهم السلام۔، فلا يبقى أحد إلا أقرّ بمحمد صلى الله عليه و آله و سلّم۔

اس آیت میں جو وعدہ کیا گیا ہے میری آل محمدؐ کے ظہور کے وقت صورت پذیر ہوگا اس دن کوئی ایک روئے زمین میں نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت کا اقرار کرے گا۔

۲۔ نیز اس تفسیر میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا يبقى على ظهر الأرض بيت مدر و لا وبر إلا أدخله الله كلمة الإسلام۔

دنیا میں کوئی بھی گھر جو پتھر اور مٹی کا، چادر اور خیمے کا اور اون اور بالوں سے باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ خدا نام اسلام اس میں داخل کردے گا۔[۲]

۳۔ نیز شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اکمال الدین میں امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

و الله ما نزل تأويلها بعد، و لا ينزل تأويلها حتى يخرج القائم عليه السلام، فإذا خرج القائم عليه السلام لم يبق كافر بالله العظيم۔

[۲] مجمع البیان ج ۵، ص ۳۸

خدا کی قسم اس آیت کے مضمون نے عملی صورت اختیار نہیں کی اور ایسا صرف اس زمانے میں ہوگا جب قائم خروج اور قیام کریں گے تو ساری دنیا میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جو خدا کا انکار کرے۔[۱۸]

۴۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

منا اثنا عشر مهديا أولهم أمير المؤمنين علی بن أبي طالب عليه السلام، و آخرهم التاسع من ولدی و هو القائم بالحق، يحيى الله به الأرض بعد موتها، و يظهر به الدين الحق على الدين كله و لو كره المشركون۔

ہم میں بارہ مہدی ہیں۔ پہلے مہدی امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور آخری مہدی میری نسل میں سے نواں امام ہے۔ اور وہ قائم بالحق ہے۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالی مردہ زمین کو زندگی عطا کرے گا اور اس کے ہاتھ سے اللہ دین حق کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔[۱۹]

۵۔ نیز تفسیر عیاشی میں اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

يكون ان لا يبقى أحد إلا أقر بمحمد صلى الله عليه و آله و سلم۔

حضرت قائم علیہ السلام کے دور حکومت میں کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جو رسالت محمدیہ کی تصدیق نہ کرے گا۔[۲۰]

۶۔ محمد بن مسلم ثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارے قائم علیہ السلام کی اللہ کی جانب سے مدد کی جائے گی۔ اس کے لئے زمین کی طنابیں سمیٹ دی جائیں گی اور اس کے لیے خزانے ظاہر کر دیے جائیں گے اس کی حکومت مشرق و مغرب تک ہوگی اس

[۱۸] اکمال الدین ج ۲، ص ۶۷۰، نوادر الاخبار ص ۲۶۷، تفسیر صافی ج ۲، ص ۳۳۸

[۱۹] تفسیر نور الثقلین ج ۲، ص ۲۱۲، کفایۃ الاثر ص ۲۳۲، عیون اخبار الرضا ج ۱، ص ۶۸

[۲۰] تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۸۷، البرہان ج ۲، ص ۷۰۰، بحار الانوار ج ۵۲، ص ۳۴۶

کے ذریعہ سے خدا اپنے دین کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے گا، اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ ہر ویران زمین اس کے دور حکومت میں آباد ہو جائے گی اور روح اللہ عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہو کر ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔[۲۱]

۷۔ احتجاج طبرسی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے یہ کلمات منقول ہیں کہ: اس امر کا مالک اپنے عذر کے واضح ہونے کے بعد غائب ہو جائے گا کیونکہ اس وقت دلوں میں فتنہ رچ بس چکا ہوگا اور حالت یہ ہو گئی کہ ان کا قریب ترین شخص بھی ان کا بدترین دشمن ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالی اپنے مخصوص لشکروں سے جو تمہیں دکھائی نہ دیں گے، اس کی تائید کرے گا اور اللہ تعالی اس کے ہاتھوں اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔[۲۲]

[۲۱] تفسیر الصافی ج ۲، ص ۳۳۹، تفسیر نور الثقلین ج ۲، ص ۲۱۳، تفسیر کنز الدقائق ج ۵، ص ۴۴۵

[۲۲] تفسیر کنز الدقائق ج ۵، ص ۳۴۶، الفرقان فی تفسیر القرآن ج ۱۳، ص ۳۶، بحار الانوار ج ۹۰، ص ۱۳۵

سورہ یونس: آیت ۱۰۲

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ۔

اب یہ لوگ اس کے سوا کس کے انتظار میں ہیں کہ اس طرح کے برے دن دیکھیں جو ان سے پہلے کے لوگ دیکھ چکے ہیں: کہہ دیجئے: پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

محمد بن فضیل میں نے امام رضا علیہ السلام سے فرج اور کشائش کے بارے میں سوال کیا:

آپ نے فرمایا:

اولیس تعلم ان انتظار الفرج من الفرج ثم قال ان اللہ تبارك و تعالی یقول: فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ۔ [۲۳]

کیا تم نہیں جانتے کہ کشائش کا انتظار بھی کشائش کا حصہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے: فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

افضل العبادۃ انتظار الفرج۔

بہترین عبادت انتظار فرج ہے۔ [۲۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: افضل اعمال شیعتنا انتظار الفرج۔

ہمارے شیعوں کا بہترین عمل انتظار فرج ہے۔ [۲۵]

[۲۳] تفسیر العیاشی ج ۲، ص ۱۳۸، البرهان ج ۳، ص ۹۸، تفسیر نور الثقلین ج ۲، ص ۳۳۳، تفسیر کنز الدقائق ج ۶، ص ۱۱۳

[۲۴] کمال الدین ج ۱، ص ۲۸۷، اثبات الهداۃ ج ۵، ص ۷۵، بحار الانوار ج ۵۲، ص ۱۲۵

[۲۵] کفایۃ الاثر ص ۲۸۱، کمال الدین ج ۲، ص ۳۷۷، اعلام الوری ص ۴۳۵، اثبات الهداۃ ج ۵، ص ۹۳

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افضل جهاد امتی انتظار الفرج۔

میری امت کا بہترین جہاد انتظار فرج ہے۔ [۲۶]

عن اسمعیل الجعفی قال: دخل رجل علی أبی۔ جعفر علیه السلام و معه الصحیفة فقال له أبو جعفر علیه السلام: هذه صحیفة مخاصم سأل عن الدین الذی یقبل فیه العمل، فقال: رحمك الله هذا الذی أرید، فقال أبو جعفر علیه السلام شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریك له، و ان محمدا عبده و رسوله و تقر بما جاء به من عند الله، و الولایة لنا أهل البیت و البراءة من عدونا و التسلیم لأمرنا، و الورع و التواضع و انتظار قائمنا فان لنا دولة إذا شاء الله جاء بها.

اسماعیل جعفی کہتے ہیں: ایک شخص امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے پاس کچھ سوالات لکھے ہوئے کتاب میں موجود تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہو یا مجھ سے دین کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو؟ وہ کونسا عمل ہے جس کی وجہ سے اعمال قبول ہوتے ہیں اس شخص نے کہا: اللہ آپ پر رحمت کرے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ کی گواہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس کی گواہی اور جو کچھ ان پر اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کا اقرار کرے اور ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت، ہمارے دشمنوں سے بیزاری اور ہمارے امر کے آگے تسلیم خم کرے، پرہیز گاری اور تواضع ہمارے قائم کا انتظار کرے کیونکہ ہمارے لئے ایک دولت (کریمہ) ہے جس وقت خدا چاہے گا وہ دولت قائم ہوگی۔ [۲۷]

اسی طرح دوسری روایت میں ملتا ہے۔ ابی جارود کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا:

قلت لأبی جعفر ع یا ابن رسول الله هل تعرف مودتی لکم و انقطاعی الیکم و موالاتی ایاکم قال فقال نعم قال قلت فإنی أسألك مسألة تجیبنی فیها فإنی مکفوف البصر قلیل المشی و لا أستطیع

[۲۶] تحف العقول ص ۳۷، بحار الانوار ج ۷۴، ص ۱۳۱

[۲۷] کافی ج ۲، ص ۲۲، تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۵۴۴، الوافی ج ۳، ص ۹۴

زیارتکم کل حین قال هات حاجتك قلت أخبرنی بدینك الذی تدین الله تعالی به أنت و أهل بیتك لأدین الله تعالی به قال إن کنت أقصرت الخطبة فقد أعظمت المسألة و الله لأعطینك دینی و دین آبائی الذی ندین الله تعالی به شهادة أن لا إله إلا الله و أن محمدا رسول الله و الإقرار بما جاء به من عند الله و الولایة لولینا و البراءة من عدونا و التسلیم لأمرنا و انتظار قائمنا و الاجتهاد و الورع۔

اے فرزند رسول: کیا آپ میری دوستی و محبت و مودت کو اپنے بارے میں جانتے ہیں؟ (مطلب یہ ہے میں کس قدر آپ سے محبت رکھتا ہوں) امام نے فرمایا: جی (جانتا ہوں)۔ راوی میں نے کہا: میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں گے، کیونکہ میں آنکھوں سے نابینا ہوں کم چلتا ہوں اور ہمیشہ آپ کی زیارت کو نہیں آسکتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنا سوال وضاحت سے بیان کرو۔ راوی میں نے کہا مجھے یہ بتائیں کہ آپ اور آپ کے خاندان والے جس دین کے ذریعے خدا کی دین داری کرتے ہیں بیان کریں تاکہ میں بھی اس پر عمل کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگرچہ تم نے بات کم کی ہے لیکن بہت اہم سوال پوچھا ہے۔

خدا کی قسم! اپنا دین اور اپنے آباؤ اجداد کا دین ہے جس کے ذریعہ ہم خدا کی دین داری کرتے ہیں میں تجھے بیان کرتا ہوں. وہ دین شہادت وحدانیت پروردگار اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے ان پر نازل ہوا، اور ہمارے ولی کی ولایت، ہمارے دشمنوں سے بیزاری ہمارے امر حکم کے آگے سر تسلیم خم، ہمارے قائم کا انتظار، کوشش اور پرہیزگاری۔[۲۸]

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

افضل العبادة الصبر و الصمت و انتظار الفرج۔

برترین عبادت صبر، خاموشی اور انتظار گشائش ہے۔[۲۹]

---

[۲۸] کافی ج ۲، ص ۲۱، الوافی ج ۳، ص ۹۳، بحار الانوار ج ۶۶، ص ۱۳

[۲۹] تحف العقول ص ۲۰۱، ج ۱، ص ۳۰۲، بحار ج ۶۸، ص ۹۶

سورہ ہود: آیت ۸

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔

اور اگر ہم ان کے عذاب کو ایک معینہ مدت کے لیے ٹال دیں تو طنز کریں گے کہ عذاب کو کس چیز نے روک لیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جس دن عذاب آجائے گا تو پلٹنے والا نہیں ہے اور پھر وہ عذاب ان کو ہر طرف سے گھیر لے گا جس کا یہ مذاق اڑا رہے تھے۔

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا:

أصحاب القائم علیه السلام الثلاثمأة و البضعة عشر رجلا، هم و الله الامة المعدودة التی قال الله فی کتابه: «وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ» قال: یجتمعون له فی ساعة واحدة قزعا کقزع الخریف۔[۳۰]

اصحاب قائم کی تعداد تین سو سے کچھ زیادہ ہوگی۔ خدا کی قسم وہ امت معدودہ ہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالی نے اس آیت: وَلَئِنْ۔۔۔ میں اشارہ کیا ہے اور جب خدا کا حکم ہوگا تو وہ خریف کے بادل کے متفرق ٹکڑوں کی طرح سے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

حسین بن خزاز امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

«وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ» قال: هو القائم و أصحابه.

امت معدودہ سے مراد حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں۔[۳۱]

---

[۳۰] نور الثقلین ج ۲، ص ۳۴۱

[۳۱] تفسیر البرہان ج ۳، ص ۸۳، تفسیر کنز الدقائق ج ۶، ص ۱۳۳، نور الثقلین ج ۲، ص ۳۴۱

سورہ ہود: آیت ۸۶

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ۔

اللہ کی طرف کا ذخیرہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

بقیہ اللہ امام زمانہ علیہ السلام کا ایک لقب ہے اور قرآن میں بھی جیسا کہ آیت میں بیان ہوا ہے اور تفسیر روائی میں معصومین علیہم السلام سے تاویل بیان ہوئی ہے، بقیہ یعنی جو کچھ خدا نے انسان کے لئے ذخیرہ محفوظ کیا اور افضل وخیر کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۱۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: قائم منا، امام زمانہ ہم میں سے ہیں اور جب وہ خانہ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اور تین سو تیرہ افراد ان کے اردگرد جمع ہوں گے تو سب سے پہلے جس آیت کی تلاوت کریں گے وہ یہ ہے:

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔

پھر اس کے بعد فرمائیں گے:

انا بقیۃ اللہ و حجتہ و خلیفتہ علیکم۔

میں اللہ کا بقیہ ہوں اور اس کا خلیفہ اور اس کی حجت ہوں تم پر۔ [۳۲]

۲۔ احمد بن اسحاق سے منقول ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے شانے پر ایک بچے کو اٹھائے ہوئے آئے بچے کی عمر تقریباً تین سال کی تھی اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن تھا آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر خدا اور خدا کی نظر میں تمہارا خصوصی مقام نہ ہوتا تو میں اپنا یہ بیٹا تمہیں کبھی نہ دکھاتا۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام ہے اس وقت بچے نے فصیح عربی زبان میں یہ کلمات کہے:

أنا بقیۃ اللہ فی أرضہ، و المنتقم من أعدائہ۔

[۳۲] کشف الغمہ ج ۲، ص ۵۳۴، اعلام الوریٰ ص ۴۶۳، کمال الدین ج ۱، ص ۳۳۱

میں خدا کی زمین پر بقیۃ اللہ اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا ہوں۔ [۳۳]

۳۔ ایک شخص نے آکر امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا کیا قائم آل محمد کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا جاسکتا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ لقب (امیر المومنین علیہ السلام) صرف حضرت علی علیہ السلام کے لیے مخصوص ہے آپ علیہ السلام سے پہلے یہ کسی کا لقب نہیں تھا اور آپ علیہ السلام کے بعد جو بھی یہ لقب اختیار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ قائم آل محمد کو السلام علیك یا بقیہ اللہ کہہ کر سلام کیا کرو پھر آپ علیہ السلام نے بقیہ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین کی آیت تلاوت فرمائی۔ [۳۴]

۴۔ امام علی نقی علیہ السلام سے کچھ لوگوں نے سامرا میں ملاقات کی اور دنوں کے نیک و بد کے متعلق پوچھا تو امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: دنوں سے دشمنی نہ کرو ورنہ یہ تم سے دشمنی کریں گے اس کے ظاہری اور باطنی معنا ہیں اور باطنی معنا یہ ہیں کہ ہفتہ کا دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اتوار کا حضرت علی علیہ السلام سے، پیر کا امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے، منگل کا امام زین العابدین علیہ السلام و امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام سے، بدھ کا دن امام موسی کاظم علیہ السلام، امام علی رضا علیہ السلام اور امام محمد تقی اور مجھ سے منسوب ہے، اور جمعرات کا دن میرے بیٹے حسن عسکری علیہ السلام سے اور جمعہ کا دن ان کے بیٹے سے منسوب ہے جس دن اس کلمہ (اللہ) پر امت جمع ہو جائے گی اور جس کے ذریعے نعمتیں تمام ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ حق کو ثابت کردے گا اور باطل نابود ہو جائے گا اور وہ مہدی علیہ السلام ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے پھر اس کے بعد امام علی نقی علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم ہم میں سے ہے بقیۃ اللہ۔ [۳۵]

[۳۳] تفسیر نور الثقلین ج ۲، ص ۳۹۲

[۳۴] اصول کافی ج ۱، ص ۴۱۱، الوافی ج ۳، ص ۲۶۸، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۶۰

[۳۵] الھدایۃ الکبریٰ ص ۳۱۳، التوحید ص ۳۲۶ (کچھ کلمات کی تبدیلی کے ساتھ)

سورہ ہود: آیت ۹۳

وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ۔

تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

محمد بن ابی نصر کہتے ہیں میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ما أحسن الصبر و انتظار الفرج أما سمعت قول الله عزو جل یقول: «وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ» و قوله عزو جل: «فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ» فعلیکم بالصبر فانه انما یجیء الفرج علی الیأس، فقد کان الذی من قبلکم أصبر منکم۔[۳۶]

صبر اور کشائش کا انتظار بہت ہی بہتر چیز ہے کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں اور اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا ہے:

تم انتظار کرو میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

لہذا تم صبر سے کام لو مایوسی کے بعد ہی کشائش کا دور آتا ہے تم سے پہلے والے لوگ تم سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔

۲۔ محمد بن فضیل میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا:

سألته عن انتظار الفرج» فقال: او لیس تعلم ان انتظار الفرج من الفرج ثم قال ان الله تبارك و تعالی یقول وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ۔[۳۷]

انتظار فرج کے بارے میں امام علی رضا علیہ السلام سے میں نے سوال کیا: آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کے انتظار فرج کشائش سے ہے؟ پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

---

[۳۶] البرهان ج ۳، ص ۱۳۰، نور الثقلین ج ۲، ص ۳۹۳، تفسیر کنز الدقائق ج ۶، ص ۲۳۲

[۳۷] البرهان ج ۳، ص ۱۳۰، تفسیر احسن الحدیث ج ۵، ص ۸۶، تفسیر کنز الدقائق جلد ۶ صفحہ ۲۳۲

سورہ ابراہیم: آیت ۵

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔

انہیں خدائی دنوں کی یاد دلائیں کہ بے شک اس میں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

یقیناً ایام کوئی خاص دن ہیں، جن دنوں میں حتماً کوئی بہت اہم حوادث رونما ہوں گے جو شاید اس سے پہلے ایسے حوادث رونما نہیں ہوئے ہوں گے۔ اسی لئے آیت کے آخر میں صبار، شکور کو ذکر کیا ہے۔ روایت کی طرف نگاہ کرتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے کیا مراد لی ہے۔

۱۔ مثنی الحناط روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

أیام الله یوم یقوم القائم و یوم الکرة و یوم القیمة۔[۳۸]

ایام اللہ سے مراد تین دن ہیں:

۱۔ قائم آل محمد کے ظہور کا دن ۲۔ رجعت کا دن ۳۔ قیامت کا دن ہے۔

۲۔ ایام الله ثلاثة: یوم القائم و یوم الموت و یوم لاقیامه۔

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں روایت ہے کہ اللہ کے دن تین ہیں: ۱۔ قائم (امام زمانہ) کا دن ۲۔ موت کا دن ۳۔ قیامت کا دن[۳۹]

---

[۳۸] الخصال ج ۱، ص ۱۰۸، تفسیر ام الکتاب ص ۱۶۸، تفسیر نور الثقلین ج ۲، ص ۵۲۶، الایقاظ، ص ۲۳۵

[۳۹] تفسیر صافی ج ۳، ص ۸۰، تفسیر قمی ج ۱، ص ۳۶۸، الاصفی فی تفسیر القرآن ج ۱، ص ۶۱۸، البرهان ج ۳، صفحہ ۲۸۸

سورہ حجر: آیت ۳۶-۳۷-۳۸

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ۔ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔

کہا: پروردگارا! پھر مجھے لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن (قیامت) تک مہلت دے دے۔

فرمایا: تو مہلت ملنے والوں میں سے ہے۔ معین وقت کے دن تک۔

عن وهب بن جميع مولى إسحاق بن عمار، قال: سألت أبا عبد الله (عليه السلام) عن قول إبليس: رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ قال له وهب: جعلت فداك، أي يوم هو... قال: «يا وهب، أتحسب أنه يوم يبعث الله فيه الناس... إن الله أنظره إلى يوم يبعث فيه قائمنا، فإذا بعث الله قائمنا كان في مسجد الكوفة، وجاء إبليس حتى يجثو بين يديه على ركبتيه، فيقول: يا ويله من هذا اليوم، فيأخذ بناصيته فيضرب عنقه، فذلك اليوم هو الوقت المعلوم». [۴۰]

وہب بن جمیع کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ خدا نے شیطان کے لیے جو کہا ہے کہ: قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ۔ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔ اس نے کہا کہ پروردگار مجھے روز حشر تک کی مہلت دے دے۔ جواب ملا تجھے مہلت دے دی گئی ہے ایک معلوم اور معین وقت کے لیے۔ یہ وقت معلوم کون سا زمانہ ہے؟

امام نے فرمایا: کیا تو خیال کرتا ہے کہ یہ دن روز آخرت ہے!

اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائم کے قیام کے دن تک شیطان کو مہلت دے دی ہے۔

جب خدا حضرت مہدیؑ کو ظاہر کرے گا اور حضرت مسجد کوفہ جائیں گے تو اس دوران شیطان گھٹنوں کے بل چلتا ہوا وہاں آئے گا اور کہے گا آج کے بعد میں نابود ہو گیا۔ پس امام مہدیؑ بالوں سے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیں گے اور یہی وقت معلوم ہو گا اور شیطان کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ [۴۱]

---

[۴۰] البرهان في تفسير القرآن، ج ۳، ص: ۳۶۶

[۴۱] تفسیر العیاشی ج ۲، ص ۲۴۲، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۷۵،۱، تفسیر الصافی ج ۳، ص ۱۱۲، بحار الانوار، ج ۶۰ ص ۲۵۴، تفسیر کنز الدقائق ج ۷، ص ۱۲۹

سورہ اسراء: آیت ۷۱

يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ۔

ہر ایک کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ہر قوم میں امام کا ہونا ضروری ہے۔ قوم بغیر امام کے نہیں ہو سکتی۔ آیت نے واضح بیان کیا ہے کہ ہر ایک کو اس کے امام اور پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔

۱۔ عبداللہ بن سنان امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

امامهم الذی بین اظهرهم و هو قائم اهل زمانه۔ [۴۲]

ہر زمانے کا امام ہے جو اس وقت کے لوگوں کے درمیان ہوتا ہے اور وہ اپنے زمانے والوں کے لیے قائم ہے۔

۲۔ فضیل بن یسار کا کہنا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت "يَوْمَ نَدْعُو۔۔۔" کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے فضیل! تم اپنے اور (زمانے کے) امام کی معرفت حاصل کرو کیونکہ جب تم امام کی معرفت حاصل کر لو گے تو اس امر میں تقدم یا تاخر سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ جو شخص معرفت امام حاصل کرے اور صاحب الامرؑ کے قیام سے پہلے مر جائے گویا ایسا ہے جیسے وہ ان کے لشکر میں ہی ہے، بلکہ ایسا ہے جیسے ان کے پرچم تلے بیٹھا ہے۔ [۴۳]

۳۔ داؤد بن سلیمان نے امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے قرآن کی اس آیت "يَوْمَ نَدْعُو۔۔۔" کے بارے میں فرمایا: قیامت کے دن ہر گروہ کو اپنے زمانہ کے امام، کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے ساتھ پکارا جائے گا۔ [۴۴]

---

[۴۲] اثبات الھداۃ ج ۱، ص ۱۱۵، البرھان ج ۳، ص ۵۵۳، صافی ج ۳، ص ۲۰۶، کافی ج ۱، ص ۵۳۶

[۴۳] بحار الانوار ج ۵۲، ص ۱۴۱، البرھان ج ۳، ص ۵۵۳، الغیبۃ النعمانی ص ۳۲۹

[۴۴] اثبات الھداۃ ج ۱، ص ۱۲۶، بحار الانوار ج ۸، ص ۱۰، البرھان ج ۳، ص ۵۵۲، تفسیر کنز الدقائق ج ۷، ص ۴۵۵

سورہ اسراء: آیت ۸۱

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا کہ باطل بہر حال فنا ہونے والا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب حق آتا ہے تو باطل نابود ہو جاتا ہے اور باطل میں دوام اور استمرار نہیں ہوتا، آیا اور گیا، لیکن حق میں ثبوت و استمرار پایا جاتا ہے، حق میں صداقت ہوتی ہے جبکہ باطل میں فریب و دھوکہ ہوتا ہے۔

۱۔ امام باقرؑ نے فرمایا:

اذا قام القائم ذهبت دولة الباطل۔

جب امام مہدیؑ قیام کریں گے تو باطل کی حکومت مٹ جائے گی۔[۳۵]

۲۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ: جب امام زمانہؑ اس دنیا میں تشریف لائے تو دائیں ہاتھ پہ یہ آیت جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔[۳۶] لکھی ہوئی تھی۔

[۳۵] کافی ج ۸، ص ۲۸۷، الزام الناصب ج ۱ ص ۲۷، تفسیر کنز الدقائق ج ۷، ص ۴۹۲، تفسیر نور الثقلین جلد ۳، ص ۲۱۲

[۳۶] تفسیر الصافی ج ۳، ص ۲۱۳، کنز الدقائق ج ۷، ص ۴۹۲

سورہ انبیاء: آیت ۱۰۵

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔

اور ہم نے ذکر (تورات) کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا کہ ہماری زمین کے وارث نیک بندے ہی ہوں گے۔

اللہ تعالی نے تورات اور زبور میں ذکر کیا اور قرآن مجید میں بھی یہ آیت ذکر کی کہ زمین کے وارث اللہ کے نیک بندے ہوں گے۔

اس آیت میں غور طلب بات یہ ہے کہ "ان الارض" ذکر ہوا ہے الارض یہ الف لام کیا ہے۔ ویسے تو الف لام را کی چند اقسام ہیں انہیں بیان کرنا مقصود نہیں ہے صرف یہ الف لام جو الارض پہ داخل ہے وہ استغراق کے لئے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ الف لام کو ہٹا کر اگر کل رکھ دیا جائے تو مضامین میں کوئی خلل واقع نہ ہو جس کی مثال خود قرآن میں مختلف جگہوں پر موجود ہے جیسے "والعصر ان الانسان لفی خسر" الانسان پر الف لام استغراق ہے کل انسان مراد ہے۔ پھر اللہ تعالی نے استثناء ذکر کیا ہے کہ کون خسارے میں نہیں ہے۔ اس طرح اس آیت میں کہ کل ارض کے وارث اللہ کے نیک بندے ہوں گے۔ اگر دیکھا جائے جناب آدم کے علاوہ کوئی ایسا دور نہیں گزرا کہ جس پر اللہ کے نیک بندوں نے کل ارض پہ حکومت کی ہو۔ کوئی بھی الارض پر اللہ کا نیک بندہ ابھی تک نہیں آیا جس نے کل ارض پر حکومت کی ہو اور زمین عدل و انصاف سے بھری ہو۔ یقیناً آنے والا آئے گا اور الارض، پوری زمین کو عدل و انصاف سے پر کر دے گا۔ اسی لیے اس آیت کے ذیل میں روایات موجود ہیں۔

۱۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں مرقوم ہے کہ تمام آسمانی صحائف و کتب "ذکر" ہے اور خدا نے زبور میں آئندہ آنے والے واقعات بیان کئے ہیں اور اس میں تمجید و دعا ہے اور اس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ زمین کے وارث خدا کے نیک بندے ہی ہوں گے اور اس وقت وعدہ الہی کی تکمیل "قائم آل محمد علیہ السلام" کے

ظہور کے وقت ہوگی اور اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ سے مراد امام زمانہ علیہ السلام اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔[۴۷]

۲۔ تفسیر مجمع البیان میں موجود ہے کہ آیہ مجیدہ کے ضمن میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ھم اصحاب المھدی فی آخر الزمان۔

وہ آخری زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام کے ساتھی ہوں گے۔[۴۸]

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لولم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلا من أھل بیتی یملأ الأرض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔[۴۹]

اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن ہی کیوں نہ باقی ہو پھر بھی اللہ تعالی اس ایک دن کو اتنا طولانی کردے گا کہ میری اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔ (اس حدیث کو فریقین نے ذکر کیا ہے۔)

---

[۴۷] تفسیر نور الثقلین ج ۳، ص ۴۶۳، البرھان ج ۳، ص ۸۴۸

[۴۸] مجمع البیان ج ۷، ص ۱۰۷، تفسیر نور الثقلین ج ۳، ص ۴۶۳، البرھان ج ۳، ص ۸۴۸

[۴۹] مجمع البیان ج ۷، ص ۱۰۶، تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۴۶۴

سورہ حج: آیت ۴۱

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔

یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام خدا کے اختیار میں ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالی نے اہل ایمان کی حکومت کی بنیادی ترجیحات بیان کی ہیں جو کہ چار ہیں۔

۱۔ اہل ایمان کو اقتدار مل جائے تو پورے ملک میں نظام صلوۃ قائم کریں گے اور ایسے اقدامات کریں گے کہ کوئی شخص بے نمازی نہ رہ جائے۔

۲۔ اہل ایمان معاشرہ میں اقتدار حاصل ہونے کے بعد نظام زکوۃ قائم کریں گے تاکہ معاشرے میں کوئی غریب نہ رہے۔ جب نظام زکوۃ عادلانہ بنیادوں پر قائم ہوگا تو کوئی شخص بھوکا نہیں رہے گا اسی طرح اگر صدقات وخیرات اور دیگر وجوبات شرعیہ کو صحیح طور پر تقسیم کیا جائے تو معاشرے سے فقر وفاقہ کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب اہل ایمان برسر اقتدار ہوں۔

۳۔ اہل ایمان اقتدار میں آنے کے بعد لوگوں کی فکری رہنمائی کے لیے "امر بالمعروف" کے فریضہ الہی پر عمل پیرا ہوں گے اور لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دیں گے، تاکہ معاشرہ میں اچھائی اور معروف کا بول بالا ہو۔

۴۔ اہل ایمان اقتدار میں آنے کے بعد برائیوں کو ختم کرنے کے لیے "نہی عن المنکر" کا فریضہ انجام دیں گے تاکہ معاشرہ آلودگی سے پاک ہوجائے اور برائی جڑ سے ختم ہوجائے اور پاک وپاکیزہ معاشرہ پروان چڑھے۔[۵۰]

---

[۵۰] تفسیر قمی ج ۲، ص ۸۷، تفسیر نور الثقلین ج ۳، ص ۵۰، الاصفی فی تفسیر القرآن ج ۲، ص ۸۱۰

۱۔ تفسیر فرات کوفی میں زید بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اذا قام القائم من آل محمد۔"

جب آل محمد علیہ السلام میں سے قائم قیام کرے گا تو فرمائیں گے: اے لوگو! ہم وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے اپنی کتاب میں تمہیں وعدہ دیا ہے: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ [51]

۲۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ابوالجارود امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ ۔۔۔عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ آل محمدؑ کے ساتھ خاص ہے۔ امام مہدی اور ان کے اصحاب اس میں شامل ہیں۔ اللہ تعالی انہیں مشرق و مغرب کی حکمرانی دے دے گا، اپنے دین کو غالب کر دے گا۔ امام علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے ذریعے بدعت اور باطل کو نابود کر دے گا جس طرح اہل باطل نے حق کو نابود کر دیا تھا اور انہیں اس طرح صفحہ ہستی سے ختم کر دے گا کہ کہیں بھی ظلم کا نام و نشان تک نہ ملے گا اور یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کریں گے۔ [52]

---

[51] فرات کوفی ج۱، ص ۲۷۰، شواھد التنزیل ج۱، ص ۵۲۳، سیمائی امام علیؑ در قرآن ص ۲۱۵

[52] تفسیر قمی ج۲، ص ۸۷، الاصفی فی تفسیر القرآن ج۲، ص ۸۱۰، تفسیر نمونہ ج۱۴، ص ۱۲۱

سورہ نور: آیت ۳۵

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے، اس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے، چراغ شیشے کا فانوس میں ہے، گویا موتی کا چمکتا ہوا تارا ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ اس کا تیل روشنی دیتا ہے خواہ آگ اسے نہ چھوئے۔ یہ نور بالائے نور ہے۔ اللہ جسے چاہے اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بھی بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

قرآن مجید اور متعدد روایات میں لفظ "نور" کا اطلاق مختلف حوالوں سے ہوا ہے۔ مثلاً

۱۔ قرآن مجید: سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۵ میں قرآن مجید کو نور قرار دیا گیا ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی۔

اس آیت کے ذیل میں تفسیر صافی میں روایت موجود ہے کہ نور سے مراد قرآن، پیغمبر اکرم ﷺ اور حضرت علیؑ ہیں۔

۲۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سورہ احزاب آیت نمبر ۴۶ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا ہے: وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ ہم نے تجھے اذن الٰہی سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ قرار دیا ہے۔

۳۔ آئمہ طاہرین: سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۷ کے ذیل میں روایات تفسیر قمی، تفسیر نور الثقلین، تفسیر صافی اور تفسیر البرہان وغیرہ میں موجود ہیں کہ:

وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِی أُنْزِلَ مَعَهُ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِی أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

جو لوگ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل ہونے والے نور کی پیروی کرتے ہیں وہی فلاح یافتہ ہیں۔

۴۔ اسلام: سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۶ میں اسلام کو نور قرار دیا ہے۔

وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ۔

وہ اپنے اذن سے انہیں ظلمتوں سے نکال کر روشنی (اسلام) کی طرف لاتا ہے۔

۵۔ خود ائمہ طاہرین نور ہیں زیارت جامعہ میں پڑھتے ہیں:

خلقکم اللہ أنوارا فجعلکم بعرشہ محدقین۔

اللہ نے آپ لوگوں کو انوار خلق کیا اور آپ اس کے عرش کے گرد حلقہ ڈالے ہوئے تھے۔[۵۳]

نیز موجود ہے: و انتم نور الاخیار و ھداۃ الابرار۔

آپ بہترین لوگوں کے لئے نور ہیں اور نیک انسانوں کے لیے ہدایت ہیں۔

۶۔ علم و دانش کو روایت میں نور سے تعبیر کیا گیا: حدیث میں ہے:

العلم نور یقذفہ اللہ فی قلب من یشاء۔

علم نور ہے اللہ اس دل میں نور علم کو ڈال دیتا ہے جو چاہتا ہے۔[۵۴]

---

[۵۳] مفاتیح الجنان

[۵۴] مصباح الشریعہ ص۱۶، تفسیر نمونہ ج۹، ص ۳۶۳، اطیب البیان ج۳، ص ۳۱۰، مواہب الرحمان ج۱۱، ص۱۱۸

ایک طرف نور کے مصادیق کافی ہیں ہم نے چند ایک کی طرف اشارہ کیا اور دوسری طرف نور کے امتیازات جن کا مطالعہ اگر کیا جائے تو کافی چیزیں واضح ہو جاتی ہیں پر یہاں یہ چند ایک امتیازات کو بیان کر رہے ہیں۔

۱۔ مادی دنیا میں نور لطیف ترین اور حسین موجودات میں سے ہے اور یہ تمام زیبائیوں اور لطافتوں کا سرچشمہ ہے۔

۲۔ ماہرین کہتے ہیں کہ روشنی کی رفتار سب سے زیادہ ہے اس کی رفتار ۳۰ لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے گویا نور پلک جھپکنے میں کرہ زمین کے ساتھ چکر لگا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عظیم ستاروں کی مسافت روشنی کی رفتار کے ساتھ ناپی جا سکتی ہے اس کا ایک پیمانہ نوری سال ہے یعنی وہ مسافت جسے نور ایک سال میں طے کرتا ہے۔

۳۔ نور اس جہان میں اجسام کی پہچان کا ذریعہ ہے اس سے دنیا کے مختلف موجودات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بغیر کسی چیز کو دیکھا نہیں جا سکتا لہٰذا "نور" ظاہر بھی ہے اور "مظہر" بھی یعنی دوسروں کو ظاہر والا بھی ہے۔

۴۔ سورج کی روشنی دنیا کی اہم ترین روشنی ہے اس نے پھولوں، پھلوں، کھیتوں اور سبزی کی پرورش اور نشو و نما کا ذریعہ ہے بلکہ تمام زندہ موجودات کی بقاء اسی روشنی سے ہے اور ممکن ہے کہ کوئی موجود روشنی سے بلاواسطہ یا بلواسطہ استفادہ کئے بغیر زندہ رہ سکے۔

۵۔ دور حاضر میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تمام رنگ نور آفتاب یا اس سے مشابہ روشنیوں کا نتیجہ ہیں، روشنی کے بغیر سب تاریکی ہی ہے اور مطلق تاریکی میں کسی رنگ کا کوئی تصور ہی نہیں۔

۶۔ تمام توانائیاں جو ہمارے گردو پیش موجود ہیں سب کا سرچشمہ سورج کی روشنی ہے ہواؤں کی رفتار، بارش کی برسات، نہروں کی روانی، آبشاروں کا گرنا، خلاصہ یہ کہ تمام موجودات کی حرکت اگر غور کیا جائے تو روشنی کی وجہ سے ہے۔

حرارت کا سرچشمہ سورج کی روشنی ہے۔

۷۔ سورج کی روشنی میں طرح طرح کے جراثیم اور موجودات کو ختم کر دیتی ہے۔ اگر سورج کی بابرکت شعاعیں نہ ہوتیں تو کرہ زمین ایک بہت بڑے "اسپتال" میں بدل جاتا اور اس کے تمام باسی افراد

موت وحیات کی کشمکش میں رہتے۔ خلاصہ یہ کہ اس عالم خلقت کی اس عجیب چیز یعنی نور پر جتنا بھی غور وفکر کریں اتنا ہی اس کے گراں بہا اور عظیم برکات ظاہر ہوں گی۔

یہ چند ایک امتیازات کو ہم نے ذکر کیا اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ نور کے بغیر زندگی زندگی نظر نہیں آتی نور نہ ہو تو انسان شناخت حاصل نہیں کرسکتا۔

وہ خدا جو عالم ہستی کو عالم ظہور میں لانے والا ہے جو عالم آفرینش کو روشنی عطا کرتا ہے تمام موجودات جس کے فرمان کی برکت سے زندہ ہیں اور تمام مخلوقات جس کے خوان نعمت پر پلتی ہیں وہی خدا اگر لحہ بھر کے لئے ان موجودات سے چشم پوشی کرے تو سب کے سب فنا کی تاریکی میں ڈوب جائیں اور یہ بات توجہ طلب ہے کہ موجود اس سے جس قدر ربط رکھتا ہے اسی قدر اس سے نورانیت اور روشنی حاصل کرتا ہے۔ اس لیے قرآن نور ہے چونکہ اس کا کلام ہے (کلام الہی ہے) دین اسلام نور ہے کیونکہ اس کا آئین پسندیدہ ہے۔ انبیاء ورسل نور ہیں کیونکہ اس کے بھیجے ہوئے ہیں ائمہ علیہم السلام نور ہیں کیونکہ انبیاء کے بعد اس کے دین کے نگہبان ومحافظ ہیں۔ ایمان نور ہے کیونکہ اس سے رشتہ جوڑ دیتا ہے۔ علم نور ہے کیونکہ اس کی معرفت کا باعث ہے لہٰذا اللہ نور السماوات والارض ہے۔ یعنی زمین وآسمان کا ہادی ہے۔ اس آیت میں خدا نے نور کی تشبیہ کو بیان کیا ہے۔ بہت ہی عمدہ اور بہترین تشبیہ دی ہے اس آیت میں غور وفکر کرنے سے کافی چیزیں روشن ہوجاتی ہیں۔

۱۔ صالح بن سہل ہمدانی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت اللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: مِشْكَاةٍ (طاق) سے مراد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں، فِيهَا مِصْبَاحٌ (چراغ) سے مراد حسنؑ ہیں۔ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ (شیشہ) سے مراد حسینؑ ہیں۔ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ "چمکتا ستارہ" فاطمہ زہرا ہیں جو خواتین جہاں میں روشن ستارے کی مانند چمکتی ہیں اور يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ وہ شجرہ مبارکہ (بابرکت درخت) ابراہیم علیہ السلام ہیں: زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی تھے: يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ

عَلَىٰ نُورٍ نور علی نور یعنی امام کے بعد امام مراد ہے۔ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔[۵۵]

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ کی آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ نے ان الفاظ سے ہماری مثال بیان کی ہے ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ ھدی ہی خدا کی وہ تمام آیات و دلائل ہیں جن سے توحید کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور یہ ہستیاں دین کی اصلاح کرنے والے اور اسلام وسنن وفرائض کا راستہ ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔[۵۶]

۳۔ فضیل بن سیار بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے جب آیت کا یہ حصہ پڑھا اللہ نور السموات والارض تو آپؑ نے فرمایا بے شک اسی طرح ہے خدائے عزوجل۔ پھر میں نے کہا: کہ مثل نورہ آپؑ نے فرمایا: وہ محمد ہیں۔

پھر میں نے کہا: کمشکاۃ آپؑ نے فرمایا: وہ محمد کا سینہ ہے۔ پھر میں نے کہا: فیہا مصباح آپؑ نے فرمایا: اس میں نور عالم یعنی نبوت ہے۔ میں نے کہا: المصباح فی زجاجۃ آپؑ نے فرمایا کہ: رسول کا علم، علی کے قلب تک پہنچا۔ میں نے کہا: الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ۔ آپؑ نے فرمایا وہ امیر المومنین ہیں۔ آپ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ میں نے کہا: يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ مقصد یہ ہے کہ علم اتنا زیادہ ہے کہ امام سے بولنے سے قبل ہی اس کے منہ سے برآمد ہونے والی بات کا جواب دے دیتے ہیں۔ میں نے کہا نور علی نور۔ آپؑ نے فرمایا: امام کے بعد امام۔[۵۷]

---

[۵۵] کافی ج۱، ص۱۹۵، تفسیر قمی ج۲، ص۱۰۲، تاویل الآیات الظاہرۃ ص۳۷۵

[۵۶] تفسیر نور الثقلین ج۳، ص۶۰۳، تفسیر کنز الدقائق ج۹، ص۳۰۳

[۵۷] الاصفی فی تفسیر القرآن ج۲، ص۸۳۹، تفسیر کنز الدقائق ج۹، ص۳۰۵، تفسیر نور الثقلین ج۳، ص۶۰۳

۳۔ عیسی بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے کمشکاۃ فیہا مصباح کی آیت پڑھی تو آپؑ نے فرمایا: نبی کا سینہ علم الٰہی کا طاق ہے۔

پھر میں نے کہا: المصباح فی الزجاجۃ، آپ نے فرمایا: کہ وہ شیشہ حضرت علی کا سینہ ہے جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم منتقل ہوا۔ گویا نبی کا علم علیؑ کے پاس ہے۔

میں نے کہا: الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ۔ آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد نور علم ہے۔ میں نے کہا: لا شرقیۃ و لا غربیۃ۔ فرمایا: وہ یہودی اور نصرانی نہیں ہیں۔ میں نے کہا: یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ آپ نے فرمایا: مقصد یہ ہے کہ امام سوال کرنے سے پہلے ہی جواب دے دیتا ہے۔

میں نے کہا: نور علی نور، آپؑ نے فرمایا: امام نور علم سے موید ہوتا ہے اور حکمت آل محمد کے امام کے نقش قدم پر سفر کرتی ہے اور یہ سلسلہ حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جاری وساری رہے گا اور یہ وہ اوصیاء ہیں جنھیں خدا نے اپنی زمین پر خلیفہ بنایا ہے اور اپنی مخلوق پر حجت قرار دیا ہے اور ہر دور میں ان اوصیاء میں سے ایک نہ ایک فرد موجود رہتا ہے (جیسے آج بھی حجت خدا حضرت مہدی علیہ السلام پردہ غیبت میں موجود ہیں)۔[۵۸]

۵۸۔ تفسیر نور الثقلین ج ۳، ص ۶۰۲

سورہ نور: آیت ۵۵

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں زمین میں اسی طرح جانشین قرار دے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے ان کے لیے پسندیدہ بنایا ہے اسے پائیدار ضرور بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر اختیار کریں گے وہی فاسق ہیں۔

اس آیت کو آیت استخلاف کہتے ہیں اس آیت سے مجموعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالی مسلمانوں کو تین خوشخبریاں دیتا ہے کہ جو صاحب ہیں اور اعمال صالح بجالاتے ہیں۔

۱۔ روئے زمین پر حکمرانی

۲۔ ہر جگہ مستحکم بنیادوں پر دین کی اشاعت

۳۔ تمام اسباب خوف وبدامنی کا خاتمہ

ان امور کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بڑی آزادی سے اللہ کی پرستش وعبادت کر سکیں گے اور اس کے احکام بجالائیں گے اور اس کے لیے کسی شریک کے قائل نہ ہوں گے اور خالص توحید کو ہر جگہ پھیلادیں گے۔

سوال یہ ہے کہ یہ وعدہ الٰہی ابھی تک پورا ہوا یا نہیں۔ اس سلسلے میں ہم مندرجہ ذیل نکات بیان کر رہے ہیں:

۱۔ استخلف الذین من قبلهم: اب چاہے وہ حکومت حضرت آدم کی ہو یا حضرت داؤد کی یا حضرت سلیمان کی یا حضرت موسیٰ کی، دعا سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خلیفہ و جانشین خدا ہی بنائے گا اور ایمان و عمل صالح پر عمل کرنے والوں کو ہی خلیفہ بنائے گا اور یہ کام پروردگار عالم کا ہی ہے وہ خلافت کے لائق جس کو سمجھتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔

۲۔ اللہ کا یہ وعدہ کن سے ہے: آیت کے مطابق اللہ تعالی نے زمین پر حکمرانی دینی اقتدار اور مکمل امن و سکون کا وعدہ ان سے کیا ہے جو ایمان و عمل صالح کے حامل ہیں۔ یقیناً ایک دور آنے والا ہے جس طرح بعض بزرگان نے بیان کیا ہے کہ یہ اشارہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت مشرق و مغرب میں ہوگی۔ دین حق ہر جگہ حکم فرما ہوگا، بدامنی، خوف و ہراس اور جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمام لوگ شرک سے پاک عبادت بجالائیں گے۔

بہر حال انبیاء کی تمام زحمتوں اور مسلسل تبلیغات کا ماحصل اور کامل نمونہ ایک عالمی حکومت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ جس میں توحید کی حاکیت، ہر طرف امن و سکون اور شرک سے پاک عبادت ہوگی۔ یہ حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہوگا۔ وہی امام مہدیؑ جو سلالہ انبیاء، فرزند رسول خدا ﷺ و فاطمہؑ ہیں اس زمانے کے بارے میں تمام مسلمانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

لولم یبق من الدّنیا إلّا یوم لطوّل اللّٰه ذلك الیوم، حتّی یلی رجل من عترتی اسمه اسمی، یملأ الأرض عدلا و قسطا، کما ملئت ظلما و جورا۔

اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ تعالی اسے اتنا طویل کر دے گا کہ اس میں میری عترت میں سے ایک فرد زمین پر حاکم ہوگا اس کا نام میرا نام ہوگا زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کر دے گا جیسے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔[59]

[59] تفسیر صافی ج ۳، ص ۴۴۴، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۳۶

یہ بات جاذب نظر ہے کہ اس آیت کے ذیل میں مرحوم طبرسیؒ کہتے ہیں کہ اہل بیت رسول ﷺ سے یہ حدیث نقل ہے:

انها فی المهدی من آل محمد۔[60]

یہ آیت مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہے جو کہ آل محمد میں سے ہوں گے کافی شیعہ تفسیر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

هم والله شیعتنا أهل البیت یفعل ذلك بهم علی ید رجل منا و هو مهدی هذه الأمة یملأ الأرض عدلا کما ملئت ظلما و جورا و هو الذی قال رسول الله صلی الله علیه و سلّم فیه: «لولم یبق من الدنیا إلا یوم واحد لطول الله تعالی ذلك الیوم حتی یلی رجل من عترتی اسمه اسمی یملأ الأرض عدلا و قسطا کما ملئت ظلما و جورا».

اللہ کی قسم وہ ہمارے شیعہ ہیں اللہ تعالی نے ان کے لئے یہ حکومت ہم میں سے ایک مرد کے ہاتھ سے قائم کرے گا جو کہ اس امت کا مہدی ہے۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ یہ وہی ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر دنیا کی زندگی میں ایک دن بھی باقی رہ جائے ------ تا آخر حدیث جو اوپر بیان کی جا چکی ہے۔[61]

اہل سنت کے مشہور مفسر قرطبی نے مقداد بن اسود سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

ما علی ظهر الارض بیت حجر ولا مدرة ادخله الله کلمة الاسلام۔

[60] مجمع البیان ج ۷، ص ۲۳۹
[61] الاصفی فی تفسیر القرآن ج ۲، ص ۸۵۴، البرهان ج ۴، ص ۹۶، تاویل الآیات الظاهرة ص ۳۶۵، تفسیر الصافی ج ۳، ص ۴۴۴، تفسیر جوامع الجامع ج ۳، ص ۱۱۷ و ۔۔۔

روئے زمین پر پتھر یا مٹی کا کوئی ایسا گھر نہیں رہے گا کہ جس میں اسلام داخل نہ ہو گا (اور ساری دنیا پر ایمان اور توحید پرستی کی حکومت ہوگی۔"[۶۲]

۳۔ اصل ہدف شرک سے پاک عبادت:

یَعْبُدُونَنِی لَایُشْرِکُونَ بِی شَیْئًا۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حکومت عدل کا قیام، دین حق کا استحکام اور امن و امان کے حصول کا اصل مقصد عبادت اور توحید پرستی کی بنیادوں کو مضبوط کرنا ہے۔ اور قرآن نے انسان کا مقصد تخلیق کو بھی بیان فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِیَعْبُدُونِ۔

میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر عبادت کے لیے۔

عبادت انسان کی تربیت اور روح کی پرورش کرتی ہے اور انسان کے کمال اور ارتقاء کا باعث ہے۔

البتہ ہمیں اس نکتہ کی طرف توجہ ضرور رکھنی چاہیے کہ شرک سے پاک عبادت، غیر الٰہی قانون کی نفی اور ذاتیات و خواہشات کی حکمرانی کا خاتمہ ایک حکومت عدل کے قیام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ حکومت کے بغیر مسلسل تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ذریعے کچھ لوگوں کو حق کی طرف متوجہ کیا جائے لیکن پورے معاشرے میں اسے رواج دینا ایمان صالحین کی حکومت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں شان خلفاء شرائط کے ساتھ بیان کئے ہیں اور خلافت کا وعدہ پوری امت اسلامیہ سے نہیں ہے۔ یہ وعدہ ان افراد سے ہے جو صاحبان ایمان ہیں اور جنہوں نے نیک عمل انجام دیے ہیں۔ اللہ انہیں ضرور بضرور زمین میں خلیفہ مقرر کرے گا۔

رسول اکرم ﷺ کے بعد جو ہادی ہوگا وہ آنحضرت ﷺ کا جانشین ہوگا اور امت کا رہنما اور رہبر ہوگا۔ جانشینی کے سبب خلیفہ کہا جائے گا اور رہنمائی کی وجہ سے اسے امام کہا جائے گا۔ امام اور خلیفہ دو

---

[۶۲] تفسیر قرطبی ج ۳، ص ۴۹۲

جدا جدا افراد نہیں ہوتے، ایک فرد ہوتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امامت و خلافت عطا کرنے کی اضافت اپنی طرف دی ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے:

"انی جاعلك للناس اماما"[۶۳] میں آپ کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عہدہ امامت ملنے کے بعد پروردگار عالم سے درخواست کی "ومن ذریتی" میری نسل و ذریت میں سے امام مقرر فرما۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِینَ۔

میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر امامت کا عہدہ بندوں کے ہاتھوں میں ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے یہ درخواست نہ کرتے کہ میری نسل میں سے امام مقرر فرما۔ سوال و جواب بتا رہا ہے کہ امامت بندوں کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ رب العزت بناتا ہے اور رسول دکھاتا و بتاتا ہے۔

البتہ امامت اور حکومت دو علیحدہ چیزیں ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام مقرر کیا تو اس وقت حکومت نمرود کی تھی اقتدار اس کے پاس تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو امام بنا دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں کہا خدایا ساری حکومت و اقتدار نمرود کے ہاتھ میں ہے اور خالی امامت مجھے دے رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امام مقرر ہونا اور اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت اور چیز ہے اور امامت اور چیز ہے۔

قرآن کریم نے اپنے خاص بندوں کی ایک دعا نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِینَ إِمَامًا۔"[۶۴]

ہمیں متقین کا امام قرار دے۔

---

[۶۳] بقرہ، ۱۲۴

[۶۴] فرقان ۷۴

اگر امامت کا عہدہ عوام کے ہاتھ میں ہوتا تو اہل ایمان اللہ تعالی سے امام بننے کی درخواست کیوں کرتے؟

وَ جَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ إِقَامَ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَ كَانُوا لَنَا عَابِدِينَ۔[۶۵]

اور ہم نے انہیں امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہم ان کی طرف کار خیر کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کی وحی کی یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

اللہ تعالی نے شان امامت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔[۶۶]

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ان پر احسان کریں نیز انہیں امام بنائیں اور زمین کا وارث بنائیں۔

مذکورہ بالا آیت سے امامت کے مندرجہ ذیل شرائط واضح ہو جاتے ہیں۔

۱۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ اس کا تعلق نسل ابراہیم سے ہو۔

۲۔ وہ ظالم نہ ہو جب ہر غیر معصوم کسی نہ کسی طرح سے ظالم ہوتا ہے۔

۳۔ امام متقی اور اہل تقوی کی پیشوائی کی قابلیت رکھتا ہو۔

۴۔ اپنی پوری زندگی میں شرک نہ کیا ہو۔

۵۔ امام زمین پر حجت خدا و وارث زمین ہوتا ہے۔

۶۔ امام اللہ کے حکم سے لوگوں کی ہدایت کرتا ہے اور کار خیر کا حامل ہوتا ہے اور فروعات پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔

---

[۶۵] الانبیاء: آیت ۷۳

[۶۶] القصص: آیت ۵

اس طرح آیت استخلاف سے بھی حسب ذیل امور کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ:

۱۔ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ غیر اللہ کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

۲۔ امت اسلامیہ کے خلفاء کو بھی اس طرح سے خلیفہ بنایا جائے گا جس طرح ان سے پہلے خلفاء مقرر ہوئے ہیں۔

۳۔ خدا ان کے لیے اپنے پسندیدہ دین کو قوت دے گا۔ خلیفہ گرچہ سم اسپاں کے نیچے پائمال ہی کیوں نہ ہو جائے پھر بھی اس کے مذہب و دین کے دلائل اتنے مضبوط ہوں گے کہ کسی کے توڑنے سے ٹوٹ نہ سکیں گے۔

۴۔ مظلوم اور خائف خاندان سے ہوگا، اللہ انہیں آخر کار خوف سے نجات دے گا اور انہیں امن عطا کرے گا۔

۵۔ خلیفہ صرف وہی بن سکتا ہے جس نے اپنی زندگی میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کی ہو اور اللہ کے علاوہ اس کی گردن کسی بت کے سامنے سر نگوں نہ ہوئی ہو۔

۶۔ خلافت کا مسئلہ سیاسی و اجتماعی نہیں ہے بلکہ خالص دینی مسئلہ ہے جو اس کا انکار کرے وہ فاسق ہوگا۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ خلیفہ بنانے کے لیے میرا کوئی نیا طریقہ نہیں ہوگا اور وہی پرانا طریقہ رہے گا۔

کما استخلف الذین من قبلھم۔

ایسے ہی خلیفہ بناؤں گا جیسے پہلے بناتا رہا ہوں۔

کافی روایات آیت استخلاف کے بارے میں موجود ہیں کہ اس کا مصداق اتم حضرت مہدیؑ ہیں۔

مندرجہ ذیل روایات کو پڑھیں:

۱۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں مرقوم ہے کہ آیت استخلاف قائم آل محمد علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[۶۷]

---

[۶۷] تفسیر کنز الدقائق ج ۲، ص ۴۴۰، تفسیر نور الثقلین ج ۳، ص ۶۱۹

۲۔ "کمال الدین و تمام النعمۃ" میں روایت موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو آیت استخلاف اپنی پوری آن بان کے ساتھ لوگوں کے سامنے جلوہ فگن ہوگی۔

راوی نے کہا: مولا لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ آیت کا اشارہ خلفائے اربعہ کی خلافت کی طرف ہے۔ اس میں کہاں تک صداقت پائی جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نواصب غلط کہتے ہیں۔ ان کے ادوار میں دین کو مکمل تمکین حاصل نہیں ہوئی تھی، اور لوگوں کے دلوں سے خوف پوری طور پر ختم نہیں ہوا تھا اس دور میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں برابر جنگیں ہوتی رہیں جنگ کے وقت تو امن نہیں ہوتا۔ مولا علیؑ کے دور حکومت میں کتنی جنگیں ہوئیں لوگ مرتد ہوگئے۔[۶۸]

۳۔ المروی عن اهل البیت علیهم السلام انها فی المهدی من آل محمد علیهم السلام.[۶۹]

اہل بیتؑ سے مروی ہے کہ یہ آیت استخلاف حضرت مہدیؑ کی شان میں ہے۔

۴۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اس آیت: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِینَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِینَهُمُ الَّذِی ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یَعْبُدُونَنِی لَا یُشْرِکُونَ بِی شَیْئًا وَمَن کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا:

هم و الله شیعتنا اهل البیت یفعل ذلك بهم علی یدی رجل منا و هو مهدی هذه الامة و هو الذی قال رسول الله صلی الله علیه و آله لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذلك الیوم حتی یلی رجل من عترتی اسمه اسمی یملأ الأرض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً.

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہمارے شیعوں کو مکمل امن نصیب ہوگا اور ہمارے مہدی علیہ السلام کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر عمر دنیا ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالی

---

[۶۸] اکمال الدین و تمام النعمہ ج۲، ص۳۵۵، الغیبۃ طوسی ص۱۷۰

[۶۹] نور الثقلین ج۲، ص۶۲۰، تفسیر صافی ج۳، ص۴۴۴، مجمع البیان ج۳، ص۲۳۹

اسے اتنا لمبا کردے گا یہاں تک کہ میری عترت کے ایک فرد کو حکومت عطا کرے گا جو میرا ہم نام ہوگا اور وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔[۷۰]

۵۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے اس آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِینَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِینَهُمُ الَّذِی ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یَعْبُدُونَنِی لَا یُشْرِکُونَ بِی شَیْئًا وَمَن کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:[۷۱]

یہ آیت کریمہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۶۔ عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِینَ مِن قَبْلِهِمْ۔ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

نزلت فی علی بن أبی طالب، و الأئمة من ولده (علیهم السلام)۔

یہ آیت حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے بارے میں نازل ہوئی وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِینَهُمُ الَّذِی ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا اس سے مراد ظہور امام مہدی علیہ السلام ہے۔[۷۲]

---

[۷۰] تفسیر الاصفی ج۲، ص۸۴۵، تفسیر الصافی ج۳، ص۴۴۴، المیزان ج۱۵، ص۱۵۹

[۷۱] البرهان ج۳، ص۸۳

[۷۲] البرهان ج۴، ص۹۰

سورہ نمل: آیت ۶۲

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ۔

کون ہے جو مضطرب کی فریاد سنتا ہے جب اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ تم لوگ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

جب عالم اسباب کے تمام دروازے انسان پر بند ہو جاتے ہیں جب وہ مایوس اور پریشان و مضطر ہو جاتا ہے تو خدا ہی ان کو حل کرتا ہے مایوسیوں کو دور کرتا ہے، امید کی کرن دلوں میں روشن کرتا ہے، اور عاجز و ناتوان، دور ماندہ لوگوں پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہ فقط اور فقط اس کی پاک ذات ہی ہو سکتی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ حقیقت ایک فطری احساس کے طور پر تمام انسانوں کے اندر پائی جاتی ہے تو بت پرست بھی جب سمندر کی بے رحم موجوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو اپنے تمام بناوٹی خداؤں کو فراموش کر کے حقیقی معبود "اللہ" کی رحمت کا سہارا طلب کرتے ہیں جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ۔[۵۳]

جب وہ کشتی پر سوار میں تو خدا ہی کو پکارتے اور عبادت و پرستش بھی اسی کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں۔

فقط خدا مشکلات و مصائب ہی کو دور نہیں کرتا بلکہ "ویجعلکم خلفاء الارض" تمہیں زمین پر خلیفہ بھی قرار دیتا ہے۔

[۵۳] عنکبوت: ۶۵

یہ لطف پروردگار عالم ہے کہ جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا دیتا ہے۔ جہاں پر انسان کی امید ختم ہو جاتی ہیں لیکن اندر سے ایک آواز آتی ہے ابھی بھی کوئی ہے جو مشکل کو حل کر سکتا ہے۔ وہ صرف خدا ہی ہے جو مضطر کو جواب دیتا ہے۔

اس آیت میں یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ بعض روایات میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے کی گئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

و الله لكأنی انظر الی القائم و قد اسند ظهره الی الحجر ثم ينشد الله حقه ... قال هو و الله المضطر فی كتاب الله فی قوله: أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ۔

خدا کی قسم میں مہدی کو دیکھ رہا ہوں کہ حجر اسود سے ٹیک لگائے خدا کو اپنے حق کی قسم دے کر دعا مانگ رہے ہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم قرآن مجید کی اس آیت أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ میں مضطر سے مراد بھی وہی ہیں۔[۵۴]

دوسری حدیث میں امام صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں:

«نزلت فی القائم من آل محمد (عليهم السلام)، هو و الله المضطر، إذا صلى فی المقام ركعتين، و دعا «۲» الله فأجابه، و يكشف السوء، و يجعله خليفة فی الأرض»[۵۵]

یہ آیت قائم آل محمد علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ بے قرار اور مضطر ہو کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھیں گے (اور خدا سے اپنے ظہور کی دعا طلب کریں گے) اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرے گا (اور انہیں اذن ظہور عطا کرے گا) اور ان کے راستے کی تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور زمین میں انہیں (اپنا) خلیفہ قرار دے گا۔

[۵۴] تفسیر نمونہ ج ۱۵، ص ۵۲۱، الامثل فی تفسیر الکتاب اللہ المنزل ج ۱۲، ص ۱۱۲، تفسیر کنز الدقائق ج ۱۰، ص ۵۲۲

[۵۵] تفسیر قمی ج ۲، ص ۱۲۹، الامثل فی تفسیر الکتاب اللہ المنزل ج ۱۲، ص ۱۱۲، البرهان ج ۴، ص ۲۲۵، المیزان ج ۱۵، ص ۳۹۱

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

گویا میں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ حضرت قائم علیہ السلام نے دیوار کعبہ سے ٹیک لگائی ہوئی ہے اور خدا سے محو مناجات ہیں۔ اللہ نے انہیں "مضطر" کا خطاب دیا ہے اور فرمایا:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ۔

بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے۔

اللہ تعالی انہیں اذن خروج دے گا۔ سب سے پہلے جبرائیل ان کی بیعت کریں گے۔ ان کے بعد ۳۱۳ افراد ان کی بیعت کریں گے جو لوگ امام علیہ السلام کی مدد کے لئے روانہ ہوں گے وہ امام علیہ السلام کے پاس پہنچ جائیں گے اور جو نصرت امام کا سچا جذبہ رکھتے ہوں گے وہ اپنے بستروں سے غائب پائے جائیں گے اور خدا انہیں بھی قائم آل محمد علیہ السلام کے پاس پہنچا دے گا۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق خدا نے فرمایا:

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعاً۔ [۷۶]

تم جہاں بھی ہوئے خدا تم سب کو ایک جگہ پر لے آئے گا۔ [۷۷]

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت "امن یجیب المضطر اذا دعاہ" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ھذا [هٰذِهِ] نَزَلَتْ فِي الْقَائِمِ ع إِذَا خَرَجَ تَعَمَّمَ وَصَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ وَتَضَرَّعَ إِلَى رَبِّهِ فَلَا تُرَدُّ لَهُ رَايَةٌ أَبَداً۔

یہ آیت کریمہ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو سر پر عمامہ ہو گا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس نماز پڑھیں گے اور خدا کی بارگاہ میں تضرع کریں گے۔ اور کبھی بھی شکست نہیں کھائیں گے۔ [۷۸]

---

[۷۶] بقرہ: ۱۴۸

[۷۷] تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۹۴، تفسیر کنز الدقائق ج ۹، ص ۵۸۱

[۷۸] بحار الانوار ج ۵۱، ص ۵۹، تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۳۹۹، تفسیر اہل بیت ج ۱۱، ص ۸۸، تفسیر کنز الدقائق ج ۹، ص ۵۸۲

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْقَائِمَ إِذَا خَرَجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَيَسْتَقْبِلُ الْكَعْبَةَ وَيَجْعَلُ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَقَامِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِآدَمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِإِسْمَاعِيلَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِمُحَمَّدٍ ص ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَيَدْعُو وَيَتَضَرَّعُ حَتَّى يَقَعَ عَلَى وَجْهِهِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَعَ اللهِ قَلِيلاً مَا تَذَكَّرُونَ۔

جب حضرت قائم علیہ السلام خروج کریں گے تو مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور رو بقبلہ اس طرح کھڑے ہوں گے کہ ان کی پشت پہ مقام ابراہیم علیہ السلام ہو گا پھر دو رکعت نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد کھڑے ہو کر کہیں گے:

اے لوگو! میں لوگوں میں سے، سب سے زیادہ جناب آدم علیہ السلام کے نزدیک ترین ہوں۔ اے لوگو! میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک ترین ہوں، اے لوگو! میں جناب اسماعیل علیہ السلام کے نزدیک ترین ہوں، اے لوگو! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ترین ہوں۔ پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے اس قدر گریہ وزاری کی حالت میں دعا کریں گے کہ زمین پر منہ کے بل گر جائیں گے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَعَ اللهِ قَلِيلاً مَا تَذَكَّرُونَ کے مصداق ہیں۔ [۷۹]

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَاللهِ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْقَائِمِ ع وَقَدْ أَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى الْحَجَرِ ثُمَّ يَنْشُدُ اللهَ حَقَّهُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ يُحَاجُّنِي فِي اللهِ فَأَنَا أَوْلَى بِاللهِ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ يُحَاجُّنِي فِي آدَمَ فَأَنَا أَوْلَى بِآدَمَ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ يُحَاجُّنِي فِي نُوحٍ فَأَنَا أَوْلَى بِنُوحٍ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ يُحَاجُّنِي فِي إِبْرَاهِيمَ فَأَنَا أَوْلَى بِإِبْرَاهِيمَ ع أَيُّهَا النَّاسُ

---

[۷۹] تفسیر اہل بیت ج ۱۱، ص ۸۸، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۵۹، تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۳۹۹، البرہان ج ۴، ص ۲۲۵

مَنْ یُحَاجَّنِی فِی مُوسَی فَأَنَا أَوْلَی بِمُوسَی أَیُّهَا النَّاسُ مَنْ یُحَاجَّنِی فِی عِیسَی فَأَنَا أَوْلَی بِعِیسَی أَیُّهَا النَّاسُ مَنْ یُحَاجَّنِی فِی مُحَمَّدٍ ص فَأَنَا أَوْلَی بِمُحَمَّدٍ أَیُّهَا النَّاسُ مَنْ یُحَاجَّنِی فِی کِتَابِ اللهِ فَأَنَا أَوْلَی بِکِتَابِ اللهِ ثُمَّ یَنْتَهِی إِلَی الْمَقَامِ فَیُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ وَیَنْشُدُ اللهَ حَقَّهُ۔

خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت قائم علیہ السلام حجر اسود کو ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اپنے حق کی قسم دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: اے لوگو! جو بھی خدا کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ لے کیوں کہ میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ہوں۔

اے لوگو! جو بھی حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں سوال کرنا چاہے تو مجھ سے پوچھ لے میں حضرت آدم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔

اے لوگو! جو بھی حضرت نوح کے بارے میں گفتگو کرنا چاہے تو مجھ سے گفتگو کر لے میں حضرت نوح کے سب سے زیادہ قریب تر ہوں۔

اے لوگو! جو بھی حضرت ابراہیم کے بارے میں پوچھنا چاہیں تو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب تر ہوں۔

اے لوگو! جو بھی حضرت موسیٰ کے بارے میں گفتگو کرنا چاہے تو مجھ سے گفتگو کر لے میں حضرت موسیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔

اے لوگو! جو بھی حضرت عیسیٰ کے متعلق سوال رکھتا ہو وہ مجھ سے پوچھ سکتا ہے میں حضرت عیسیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔

اے لوگو! جو بھی حضرت محمدؐ کے بارے میں کسی قسم کا سوال کرنا چاہے تو مجھ سے پوچھ لے میں حضرت محمدؐ کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔

اے لوگو! جو بھی خدا کی کتاب کے بارے میں گفتگو کرنا چاہے مجھ سے گفتگو کر لے میں خدا کی کتاب کے بارے میں سب سے زیادہ قریب و سزاوار تر ہوں۔

اس کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائیں گے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھیں گے اس کے بعد پھر لوگوں کو اپنے حق کے بارے میں قسم دیں گے۔ پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم مضطر سے مراد جو کتاب الٰہی میں "امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض" میں ذکر ہوا امام زمانہ ہی مراد ہیں اور یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[۸۰]

[۸۰] الغیبۃ النعمانی ص ۱۸۲، بحار الانوار ج ۵۲، ص ۳۱۵، تفسیر قمی ج ۲، ص ۲۰۵، تفسیر العیاشی ج ۲، ص ۵۶

سورہ قصص: آیت ۵

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔

اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنادیا گیا ہے ان پر یہ احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث بنائیں۔

ہمارے پاس چار عنوان ہیں جو انبیاء اور اوصیاء انبیاء پر منطبق ہوتے ہیں۔

۱۔امام، ۲۔ولی، ۳۔حجۃ، ۴۔خلیفہ

امام

وَ جَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ إِقَامَ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَ كَانُوا لَنَا عَابِدِينَ۔[81]

اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے نیک عمل کی انجام دہی اور قیام نماز اور ادائیگی زکوۃ کے لیے ان کی طرف وحی کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔[82]

میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

---

[81] سورہ انبیاء: آیت ۷۳

[82] بقرہ ۱۲۴

ولی

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ رَاكِعُونَ۔[83]

تمہارا ولی صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔

حجۃ

رُسُلاً مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللهُ عَزِيزاً حَكِيماً۔[84]

(یہ سب) بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کسی حجت کی گنجائش نہ رہے۔

قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔

کہہ دیجئے خدا کے لیے (منزل تک پہنچانے والی دلیلیں) ہیں۔[85]

خلیفہ

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔[86]

میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

---

[83] مائدہ ۵۵

[84] انعام ۱۴۹

[85] آیت نساء ۱۶۵

[86] بقرہ ۳۰

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار خلافتوں کا تذکرہ کیا ہے جس طرح ہم نے اس سے پہلی والی آیت، آیت استخلاف میں عرض کیا کہ خلیفہ خدا ہی بنائے گا جیسے پہلے آدم کو خلیفہ بنایا ہے۔ وہ کون کون ہیں چار خلیفہ ارشاد قدرت ہے:

آدمؑ

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔[87]

میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

داودؑ

یا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ۔[88]

اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

ہارونؑ

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا:

اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي۔[89]

میری قوم میں میری جانشینی کرو۔

---

[87] بقرہ ۳۰

[88] ص ۲۶

[89] اعراف ۱۴۲

علیؑ

وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[90]

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اللہ نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے، انہیں زمین میں جانشین بنائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: « من لم یقل إنی رابع الخلفاء، فعلیه لعنة الله »[91]

جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر خدا کی لعنت۔

حضرت علی علیہ السلام لوگوں کے بنائے ہوئے چوتھے خلیفہ نہیں ہیں بلکہ قرآن کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ اور اس طرح ولی جو صاحب اختیار ہے وہ بھی خدا ہی بناتا ہے۔ پس جس طرح امام و خلیفہ رسول اور خلیفہ، خدا بناتا ہے اسی طرح ولی بھی خدا بناتا ہے۔ اور ولی کی بھی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ولایت کلیہ مطلقہ: یہ انبیاء کی ولایت امت کی نسبت اور آئمہ طاہرین علیہ السلام کی ولایت رعیت کی نسبت۔

۲۔ ولایت کلیہ مقیدہ: انبیاء و آئمہ علیہ السلام کے اصحاب و نواب کی ولایت انبیاء و ائمہ کے اذن سے، اسی طرح مجتہد جامع الشرائط۔

۳۔ ولایت جزئیہ مطلقہ: ولایت دادا اور باپ بچے پر، مجنون و سفیہ پر۔

۴۔ ولایت جزئیہ مقیدہ: قیم جو دادا یا باپ یا مجتہد کی طرف سے بچے یا مجنون سفیہ پر کسی کو قرار دیا ہے۔[92]

---

[90] آیت نور ۵۵

[91] البرہان ج ۳، ص ۹۷/ کتاب سقیفہ ص ۱۲۵/ مناقب آل ابی طالب ج ۳، ص ۶۳/ سفینۃ البحار ج ۲، ص ۶۷۱

[92] اطیب البیان ج ۱۰، ص ۲۰۵

پس اس آیت میں خدا کا ارادہ یہ ہے کہ وہ پیشوا بنائے گا اور وارث بھی بنائے گا۔ یہ آیت فقط بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام قران وعصار اور زمانہ کے لئے ہے اور خدا کا ارادہ یہ ہے کہ مستضعف لوگوں کو اپنی نعمات عطا کرے اور انہیں پیشوا اور زمین کی حکومت کا وارث قرار دے۔

درحقیقت یہ ایک بشارت ہے کہ "حق" باطل پر "ایمان" کفر پر غالب ہو کے رہے گا۔ اس بشارت کا وسیع ترین نمونہ امام مہدی علیہ السلام کی جہانی حکومت ہوگی وہ حق وعدالت پر مبنی ہوگی اور روئے زمین پر انشاء اللہ عدل وانصاف پر ان کے ہاتھوں میں حکومت ہوگی۔

مندرجہ ذیل روایات پر غور کریں:

۱۔ مولا علی علیہ السلام نہج البلاغہ کلمات قصار نمبر ۲۰۹ میں فرماتے ہیں:

لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ عَلَى وَلَدِهَا وَ تَلَا عَقِيبَ ذَلِكَ۔ وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔

یہ دنیا منہ زوری دکھلانے کے بعد ایک دن ضرور ہماری طرف بہر حال جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی کو اپنے بچے پر رحم آجاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی، جو چاہتے ہیں کہ ہم بندوں پر احسان کریں جنہیں روئے زمین میں کمزور بنا دیا ہے۔

۲۔ امام علی علیہ السلام نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

نَحْنُ أَهْلَ الْبَيْتِ يَبْعَثُ اللهُ مَهْدِيَّهُمْ فَيُعِزُّهُمْ وَيُذِلُّ عَدُوَّهُمْ۔

وہ آل محمد ہیں کہ ان زحمات اور مصائب کے بعد جوان پر وارد کیے گئے ہیں ان میں سے خدا مہدی علیہ السلام کو مبعوث کرے گا جوان کو عزت دے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔[۹۳]

۳۔ محمد بن سنان، مفضل بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، امام حسن، اور امام حسین

[۹۳] شواھد التنزیل، ج ۱، ص ۵۵۵، البرھان، ج ۳، ص ۲۳۹

علیہ السلام کی طرف دیکھا "فبکی" تو گریہ کیا اور فرمایا: "انتم المستضعفون بعدی" تم میرے بعد کمزور کر دیئے جاؤ گے (مستضعف کا معنا یہ ہے کہ ان کے پاس ہمت وقوت ہے بالقوۃ بھی اور بالفضل بھی لیکن ظالموں کے ظلم اور جبر کے سبب کچھ کر نہیں سکتے) مفضل کہتے ہیں، میں نے امام علیہ السلام سے اس کے معنا پوچھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ امام علی اور امام حسن اور امام حسینؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام ہیں پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

فهذه الآية فينا جارية إلى يوم القيامة». یہ آیت قیامت تک ہمارے بارے میں جاری و ساری رہے گی۔"[۹۴]

۴۔ حضرت حکیمہ خاتون سے منقول ہے کہ قائم علیہ السلام کی ولادت کے ایک ہفتے بعد میں اپنے بھتیجے امام حسن عسکریؑ کے گھر گئی اور میں نے سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: میرے بیٹے کو یہاں لاؤ۔ میں اٹھی اور معصوم کو ان کے پاس لے گئی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی زبان نومولود کے منہ میں دی اور بچہ زبان چوسنے لگا جیسا کہ دودھ اور شہد چوس رہا ہو۔

پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا کلام کرو۔ اس وقت بچے نے "اشھد ان لا الہ الا اللہ" پڑھا پھر درود پڑھا اور ایک ایک امام کا نام لے کر ان پر صلوات پڑھی یہاں تک کہ اپنے والد کا نام لے کر صلوات پڑھی پھر آپ علیہ السلام نے وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔ کی تلاوت فرمائی۔[۹۵]

[۹۴] اثبات الھداۃ ج ۲، ص ۶۱، حلیۃ الابرار ج ۶، ص ۷۷، ۲، البرھان ج ۳، ص ۲۳۹

[۹۵] تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۱۱۰/ الفرقان، ج ۲۹، ص ۲۹۵

۵۔ شیبانی نے کشف البیان میں امام باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مخصوص ہے صاحب الامر امام زمانہ کے ساتھ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور ظلم و جور، جبر و فرعونیت کو نابود کریں گے اور شرق و غرب پر حکومت کریں گے زمین کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔[۹۶]

[۹۶] البرھان ج ۳، ص ۲۵۳/ حلیۃ الابرار، ج ۶، ص ۲۸۰

سورہ عنکبوت: آیت ۱۰

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللهِ فَإِذا أُوذِيَ فِي اللهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذابِ اللهِ وَ لَئِنْ جاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَ وَ لَيْسَ اللهُ بِأَعْلَمَ بِما فِي صُدُورِ الْعالَمِينَ۔

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا پر ایمان لائے جب ان کو خدا کے راستے میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کا عذاب ہے اگر تمہارے رب کی طرف سے مدد پہنچ جائے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ کو اہل علم کے دلوں کا حال خوب معلوم نہیں ہے۔

اس سے پہلی آیات میں صالح مومنین اور مشرکین کا تذکرہ تھا اور بعد والی آیات میں ایک تیسرے گروہ ''منافقین'' کا ذکر ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ ''بعض لوگ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن مخالفین کی سختیوں اور مظالم کے مقابلے میں، ان میں تحمل اور استقامت نہیں ہوتی۔ جس وقت راہ خدا میں انہیں سختیاں پیش آتی ہیں تو وہ ایمان سے روگردانی کر لیتے ہیں اور ان مصائب کو خدا کا عذاب سمجھتے ہیں اور گھبرا جاتے ہیں۔

لیکن جب خدا کی مدد آ پہنچتی ہے اور کامیابی نصیب ہوتی ہے تو وہ (صاحبان ایمان سے) کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ اور تمہاری کامیابیوں میں شریک ہیں۔ لیکن بیچارے ان منافقین کو یہ نہیں پتا کہ جو ان کے سینوں میں ہے خدا اس سے واقف ہے۔ اور منافقین کو یہ بھی علم نہیں جو سختیاں راہ خدا میں آتی ہیں وہ عذاب نہیں ہوتا بلکہ آزمائش ہوتا ہے اور یہ آزمائش ان کے تکامل کا وسیلہ ہوتا ہے۔

یہ آیت بھی امام زمانہؑ کے ساتھ روایت میں تفسیر کی گئی ہے:

وَلَئِنْ جاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ يعنى القائم (عليه السلام)[۹۷]

جب تنگی اور سختی کے بعد خدا کی طرف سے راہ نجات مومنین کو مل جائے اور گشائش حاصل ہو جائے اور وہ بھی ایسی گشائش کہ ہر جگہ عدل و انصاف کا بول بالا ہو تو یقیناً ہر شخص و ہر فرد یہی کہے گا کہ میں تو صاحبان ایمان کے ساتھ ہوں۔ یقیناً یہ سختیاں و پریشانیاں جو فانی ہیں امر خدا، اذن خدا صاحب العصر و زمان کو مل جائے گا اور وقت کے امام تشریف لے آئیں گے یقیناً مومنین کو راہ نجات مل جائے گی اور کافر مشرکین اور منافقین دیکھتے رہ جائیں گے اور اس غیبت کبریٰ کے زمانہ میں جو مومنین کے لیے باعث امتحان تھا اس سے نجات پا جائیں گے اور امام کے قدموں میں سر تسلیم خم کرتے ہوئے سرخرو ہوں گے کہ ہم امتحان میں کامیاب ہوئے اور منافقین سے ممتاز ہوئے۔

---

۹۷ تفسیر قمی ج ۲، ص ۱۳۹، البرهان ج ۴، ص ۳۰۸

سورہ لقمان: آیت ۲۰

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَةً وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ لَا هُدًى وَ لَا كِتَابٍ مُنِيرٍ۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیا اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں کامل کر دی ہیں اور (اس کے باوجود) کچھ لوگ اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہے نہ ہی ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔

اس آیت کریمہ میں خدا نے اپنی نعمتوں کی طرف انسانوں کو متوجہ کیا ہے تاکہ انسان شکر پروردگار عالم بجالائیں اور خدا نے ہر چیز کو انسانوں کے لیے مسخر کیا ہے اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس لیے حدیث قدسی میں بھی ارشاد قدرت ہے:

خلقت الأشياء لأجلك و خلقتك لأجلى میں نے تمام اشیاء کو تیرے لیے خلق کیا اور تجھے اپنے لیے خلق کیا ہے۔[۹۸]

مندرجہ ذیل روایات پر توجہ کریں کہ پروردگار عالم نے ہم پر کیا احسان کیا ہے۔

شیخ طوسی اپنی کتاب امالی میں صفحہ نمبر ۴۹۱ پہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد نبوی میں گئے جہاں رسول خدا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب تشریف فرما تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ: خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں خدا کی نعمات کی طرف متوجہ کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

۹۸ الجواہر السنیۃ ص ۱۰۷، ریاض السالکین ج ۱، ص ۳۶۳، منہاج البراعۃ ج ۱۱، ص ۱۲۷

وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً۔

اللہ تعالی نے تم پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتوں کو پھیلا دیا ہے تم لوگ سوچ سمجھ کر جواب دو کہ خدا نے تم پر کون سی نعمات کو نازل کیا ہے؟

صحابہ نے خوب غور وفکر کے بعد کہا: اللہ نے ہمیں بڑی نعمات سے سرفراز کیا ہے اس نے ہمیں رزق و روزی دیا، لباس دیا، بیویاں دیں اور اولاد عطا کی و۔۔۔ سب صحابہ جواب دے چکے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ابو الحسن! تم بھی کچھ کہو۔ تمہارے ساتھیوں نے اپنا جواب سنا دیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں کیا کہوں۔ اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعہ سے ہدایت کی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کچھ تو بتانا ہوگا کہ اللہ نے تم پر پہلی کون سی نعمت نازل کی ہے اور ترتیب وار خدا کی نعت کو بیان کرو۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: سب سے پہلی نعمت خدا نے ہم پر یہ کی کہ میں کچھ نہیں تھا اور اس نے مجھے پیدا کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ کہا اب دوسری نعمت کو بیان کرو۔

آپؑ نے فرمایا: اس کا دوسرا احسان یہ ہے کہ اس نے مجھے زندہ پیدا کیا مردہ حالت میں مجھے دنیا میں نہیں بھیجا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ تیسری نعمت بیان کرو۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: اس نے مجھے اچھی شکل وصورت دے کر دنیا میں بھیجا۔

چوتھی نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے صاحب عقل وشعور بنایا۔ پانچویں نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے علم حاصل کرنے کے لیے حواس عطا کئے اور میرے لئے روشن چراغ بنایا۔ چھٹی نعمت یہ کہ اس نے مجھے اپنے دین کی ہدایت دی اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا کی۔ ساتویں نعمت یہ ہے کہ وہ اس ظاہری زندگی کے بعد

مجھے لافانی زندگی عطا کرے گا اور آٹھویں نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے آزاد اور خود مختار بنایا، کسی کا غلام نہیں بنایا۔ نویں نعمت یہ ہے کہ اس نے میرے لئے آسمان وزمین کو مسخر کیا۔ دسویں نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے مرد بنایا عورت نہیں بنایا، مجھے گھر کا نگہبان بنایا محکوم نہیں بنایا۔

ہر جواب پر رسول خداؐ فرماتے گئے یا علی تم نے سچ کہا۔ جب حضرت علی دس نعمات بیان کر چکے تو رسول خداؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد خدا نے تم پر کون سی نعمات کو نازل کیا؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! خدا نے مجھ پر اتنی عنایت کی ہیں جنہیں میں شمار کرنا چاہوں تو شمار نہیں کر سکتا۔

یہ جواب سن کر آنحضرت مسکرانے لگے اور فرمایا: اے ابا الحسن! تمہیں یہ علم وحکمت مبارک ہو۔ تم ہی میرے علم کے وارث اور میرے بعد میری امت جن امور میں اختلاف کرے گی تم ہی اس اختلاف کا ان کے سامنے حل پیش کرو گے جو تجھے دین کا ہادی تسلیم کرتے ہوئے مجھ سے محبت کرے اور تیرے راستے پر چلے تو وہ صراط مستقیم پر گامزن رہے گا اور جو تجھ سے جدا ہو جائے اور تجھ سے بغض رکھے اور تجھے چھوڑ دے تو وہ خدا کے سامنے جب پیش ہوگا تو اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالی کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لیے انبیاء، اوصیاء، ائمہ علیہم السلام کو بھیجا۔

ابو زیاد ازدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و مولا امام موسی کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ظاہری و باطنی نعمات کونسی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

النّعمة الظاهرة الامام الظاهر والباطنة الامام الغائب۔

امام ظاہر ظاہری نعمت ہے اور امام غائب باطنی نعمت ہے۔[99]

---

۹۹ المیزان ج۱۶، ص۲۳۹، تفسیر صافی ج۴، ص۱۴۸، تفسیر الاصفی ج۲، ص۹۷۶، تفسیر نور الثقلین ج۴، ص۲۱۲، تفسیر کنز الدقائق ج۱۰، ص۲۶۱

ایک شخص امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ علیہ السلام سے وَ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَةً کی تفسیر دریافت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ظاہری نعمت رسول خداؐ اور انہوں نے جو توحید کا پیغام پیش کیا ہے وہ ظاہری نعمت ہے۔ باطنی نعمت ہم اہل بیت کی ولایت و مودت ہے کچھ افراد نے ظاہری اور باطنی دونوں نعمتوں کی قدر دانی کی اور دونوں پر ایمان لائے۔ کچھ صرف ظاہری نعمتوں پر تو ایمان لائے لیکن انہوں نے باطنی نعمتوں کی قدر دانی نہیں کی۔ رسول خداؐ نے جب یہ دیکھا کہ لوگ باطنی نعمت کی ناقدری کر رہے ہیں تو آپؐ غمگین ہوئے اللہ تعالی نے آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ۔[100]

اے پیغمبر! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ پر چلنے کی جلدی کر رہے ہیں ان لوگوں میں سے جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے۔

آیت مجید کے نازل ہونے کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کو یقین ہو گیا کہ مودت فی القربیٰ اور ہماری ولایت و محبت کے عقیدہ کے بغیر خدا کسی عمل کو قبول نہیں کرے گا۔[101]

محمد بن زیاد ازدی کہتے ہیں میں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس آیت وَ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَةً کی تفسیر پوچھی تو حضرت نے فرمایا: اس آیت میں نعمت ظاہری سے امام ظاہر مراد ہے اور نعمت باطنی سے امام غائب مراد ہے۔ میں نے کہا: کیا اللہ کے درمیان کوئی ایسا ہے جو غائب ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: ہاں وہ نظروں سے غائب ہو گا مگر قلوب مومنین سے اس کی یاد ختم نہیں ہو گی اور وہ ہم میں سے بارہواں امام ہے۔ خدا نے ہر امت کے لئے کچھ دشواریاں رکھی ہیں اور پھر ان کو آسان کیا ہے خدا وند عالم اس امام کے لئے زمین کے خزانوں کو آشکار کر دے گا اور ہر دوری کو اس کے لئے نزدیک کر دے گا اور

[100] مائدہ: ۴۱

[101] تفسیر قمی ج۲، ص ۱۶۶، تفسیر صافی ج۴، ص ۱۳۸، البرہان ج۳، ص ۲۷۶، بحار الانوار ج۲۴، ص ۵۲

اس کے ذریعے سے زمانے کے ہر ظالم و جابر اور سرکش افراد کو ہلاک کر دے گا۔ اس کی ولادت کا ذکر اور اس کا نام لینا لوگوں کے لئے دشوار ہو گا یہاں تک کہ اللہ تعالی اسے ظاہر کرے اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔[102]

[102] کفایۃ الاثر ص ۲۷۰، اکمال الدین ج۲، ص ۳۶۸

سورہ سجدہ: آیت ۲۹

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ۔
کہہ دیجئے فیصلے کے دن کفار کو ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی.

صاحب تفسیر اطیب البیان جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۴۶۹ پر لکھتے ہیں کہ مفسرین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ "یوم الفتح" کون سا دن ہے؟ بعض کہتے ہیں روز بدر، بعض کہتے ہیں فتح مکہ کا دن اور بعض کہتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ۔ آیت میں بس یہ ہے کہ فتح کے روز ان کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے لیکن ظہور امام مہدیؑ کے زمانے میں ایمان لانا فائدہ پہنچائے گا اور روایات بتاتی ہیں کہ جب امام زمانہ ظہور فرمائیں گے تو کافی لوگ اسلام قبول کریں گے اور پہلا گروہ جو اسلام قبول کرے گا وہ انصاری ہوں گے ان کی توبہ کو قبول کیا جائے گا اور ایمان بھی قبول کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں قیامت مراد ہے۔ جو چیز ہمارے نظر کے نزدیک ہے وہ یہ ہے کہ جن پر اخبار اور روایات بھی منطبق ہیں وہ رجعت ہے کہ ان لوگوں کو زندہ کیا جائے گا اور ان سے انتقام لیا جائے گا اور اس وقت ان کی توبہ اور ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

ھذا ما عندنا۔

اس سے پہلے والی آیت وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ (اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ فتح کا دن کب آئے گا۔) ظاہر اشارہ ہے اس آیت کی طرف: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔[۱۰۳]

ابن دراج امام صادق علیہ السلام سے اس آیت قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

[۱۰۳] سورہ نور ۵۵

یوم الفتح، یوم تفتح الدنیا علی القائم (علیه السلام)، لا ینفع أحدا تقرب بالإیمان ما لم یکن قبل مؤمنا، و بهذا الفتح موقنا، فذلك الذی ینفعه إیمانه، و یعظم عند الله قدره و شأنه، و تزخرف له یوم القیامة و البعث جنانه، و تحجب عنه نیرانه، و هذا أجر الموالین لأمیر المؤمنین (علیه السلام)، و لذریته الطیبین (علیهم السلام)۔

یوم الفتح وہ دن کہ جب دنیا ظہور امام زمانہؑ کے لئے تیار ہو جائے گی اور اس دن ایمان سے قریب ہونا ہی لوگوں کو فائدہ مند ہوگا جو پہلے سے مومن ہوں گے اور اس دن کی فتح و کامیابی پر یقین رکھتے ہوں گے۔ بس تنہا مومنین کو ان کا ایمان فائدہ دے گا اور وہ لوگ خدا کے نزدیک قدر و منزلت رکھتے ہیں اور قیامت کے روز قبر سے جس دن انسانوں کو باہر نکالا جائے گا، جنت کے باغات کو ان کے لیے آراستہ و سجایا جائے گا اور جہنم کی آگ اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا اور یہ اجر امیر المومنینؑ کے موالیوں اور ان کی ذریت طیبین کے لئے ہے۔[۱۰۴]

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد زمانہ رجعت ہے۔[۱۰۵]

[۱۰۴] تاویل الآیات الظاہرہ ص ۴۳۸، البرہان ج ۴، ص ۴۰۳، تفسیر کنز الدقائق ج ۱۰، ص ۳۰۷
[۱۰۵] تفسیر قمی ج ۲، ص ۱۷۱

سورہ سبا: آیات ۵۱، ۵۲

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ ۔ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ۔

اور کاش آپ دیکھ لیتے کہ جب یہ پریشان حال ہوں گے تو بچ نہ سکیں گے اور نزدیک ہی سے ہی پکڑ لئے جائیں گے اب وہ کہیں گے کہ: ہم اس پر ایمان لے آئے لیکن وہ اتنی دور نکلی ہوئی چیز کو کہاں سے پا سکیں گے؟

اس آیت کے ذیل میں بعض اہل سنت نے اپنی کتابوں میں اور اسی طرح شیعہ مفسرین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت سفیانی کے خروج اور اس کے لشکرم جو سرزمین بیدا میں دھنس جائے گا منطبق ہے اور اس آیت کا ایک مصداق قیام مہدیؑ کے وقت سفیانی خروج کا مسئلہ ہے کہ جس کو خدا اس کے لشکر سمیت نزدیک ترین جگہ سے عذاب اور نابود کردے گا۔ لیکن جب انسان موت کے منہ میں ہو اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائے تو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔ یقیناً جب موت کے منہ میں ہو یا عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں تو ایمان اضطراری پہلو کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اب یہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اب ان کا ایمان لانا کوئی وقعت نہیں رکھتا ہے۔ لہٰذا قرآن نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اگر یہ پلٹ بھی جائیں تو پھر بھی یہ وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔[۱۰۶] یقیناً جب تمام چیزیں ختم ہوگئی ہیں وہ ایمان لا کر خطاؤں کی تلافی کیسے کر سکتے ہیں حالانکہ وہ اس سے پہلے جبکہ وہ انتہائی اختیار اور ارادہ کی آزادی کے مالک تھے کیوں کفر کر رہے تھے اور اپنی تعلیمات کا مذاق اڑا رہے تھے اور سچوں کا انکار کر رہے تھے وجھوٹوں کی پیروی کر رہے تھے۔ یقیناً ایسے لوگوں کا

[۱۰۶] سورہ انعام: آیت ۲۰

ایسا ہی انجام ہو گا کہ ان کو غرق و تباہ کر دیا جائے، عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں اور ابدی جہنم جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے اس میں جھونکے جائیں گے۔

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

آیت کا اشارہ لشکر سفیانی کی طرف ہے جو سرزمین بیدا میں دھنس جائے گا۔[۱۰۷]

حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فتنے کا ذکر کیا جو مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا اور فرمایا: اس فتنے میں سفیانی خروج کرے گا اور وہ "وادی یابس" میں اپنے لشکر کو جمع کرے گا پھر وہ ایک لشکر روانہ کرے گا۔ اور دوسرا لشکر وہ ملعون بغداد کی طرف روانہ کرے گا۔ اس کا لشکر وہاں پہنچ کر تین ہزار افراد کو قتل کرے گا اور سو خواتین کی عصمت دری کرے گا اور مقتولین میں نسل عباس کے تین سو سردار بھی شامل ہوں گے۔ پھر وہ لشکر کوفہ کا رخ کرے گا اور کوفہ کے گردو نواح میں تباہی پھیلائے گا۔ پھر وہ لشکر شام کی طرف جائے گا۔ اس وقت کوفہ سے ہدایت کا پرچم بلند ہو گا اور اہل حق اس پرچم تلے جمع ہو کر سفیانی کے لشکر کا مقابلہ کریں گے اور سفیانی کے لشکر کا قتل عام کریں گے اور ان کے ہاتھ میں جتنے قیدی ہوں گے سب کے سب قیدیوں کو چھڑا لیا جائے گا اور مال غنیمت ان سے واپس لے لیا جائے گا۔ سفیانی کا دوسرا لشکر مدینہ منورہ کو تاراج کرے گا اور مسلسل تین دن تک مدینہ کو لوٹا جائے گا۔ مدینہ کے بعد وہ لشکر مکہ کی طرف رخ کرے گا اور جب وہ لشکر "بیداء کی سرزمین" پر پہنچے گا تو اللہ تعالی جبرائیل کو حکم دے گا کہ تم اس لشکر کو تباہ کر دو۔ جبرائیل امین زمین صحراء میں پاؤں کی ٹھوکر ماریں گے زمین پھٹ جائے گی اور سفیانی کا پورا لشکر زمین میں دھنس جائے گا فقط دو افراد قبیلہ "جھینہ" کے خبر دینے کے لیے بچیں گے اور اس لئے خدا نے فرمایا:

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ ۔[۱۰۸]

[۱۰۷] مجمع البیان ج ۸، ص ۶۲۱، تفسیر شریف الاھیجی ج ۳، ص ۷۰۳، کنز الدقائق ج ۱۰، ص ۵۲۱، نور الثقلین ج ۴، ص ۳۲۳، بحار الانوار ج ۵، ص ۱۸۶

[۱۰۸] تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۳۴۳، تفسیر صافی ج ۴، ص ۲۲۸، مجمع البیان ج ۸، ص ۶۲۲

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ابو خالد کابلی سے منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم گویا میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ قائم علیہ السلام نے حجر اسود سے اپنی پشت لگائی ہوئی ہے پھر وہ خدا سے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ دعا کے بعد وہ لوگوں سے کہیں گے کہ لوگو! میں خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں۔ میں ہی آدم، نوح، ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث ہوں اور میں ہی کتاب الٰہی کا وارث ہوں۔

پھر قائم آل محمد علیہ السلام مقام ابراہیم کے پاس جائیں گے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھیں گے اور خدا سے اذن ظہور طلب کریں اور آپ وہ مضطر ہیں جن کے متعلق خدا نے قرآن حکیم میں فرمایا:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ۔[109]

اس وقت آپ کو اذن خروج ملے گا سب سے پہلے جبرائیل علیہ السلام آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ ان کے بعد ۳۱۳ مومن آپ کی بیعت کریں گے جو چل کر آنے کے قابل ہو گا کہ وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے گا اور چلنے کے قابل نہ ہو گا وہ راتوں رات بستر سے غائب ہو جائے گا اور امامؑ کی خدمت میں پہنچا دیا جائے گا۔

ان کے متعلق امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا تھا: یہ وہ لوگ ہیں جو بستر سے غائب پائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا۔[110]

اس آیت میں خیرات سے مراد ولایت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ۔[111]

---

[109] سورہ نمل: آیت ۶۲

[110] بقرہ: آیت ۱۴۸

[111] سورہ ھود: آیت ۸

اصحاب قائمؑ ہی امت معدودۃ ہیں۔ وہ ایک ہی ساعت میں آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام اپنے لشکر کو لے کر سفیانی کے لشکر کے مقابلے کے لئے روانہ ہوں گے لیکن سفیانی کا لشکر سرزمین بیداء میں دھنس چکا ہو گا اور اس کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا:

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ۔

جب وہ دھنس رہے ہوں گے تو کہیں گے کہ ہم ان (قائم علیہ السلام) پر ایمان لاتے ہیں۔[112]

---

[112] تفسیر قمی ج ۲، ص ۲۰۵، البرھان ج ۳، ص ۵۲۸، المیزان ج ۱۶، ص ۳۹۳، تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۳۴۳

سورہ ص: آیت ۱۷

اصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ۔

آپ ان کی باتوں پر صبر کریں۔

یقیناً لوگوں کے ایذاء رسانی اور طرح طرح کی تکالیف رسول خدا ﷺ نے برداشت کیں اس طرح ائمہ طاہرین علیہم السلام نے بھی برداشت کیں ہمیں بھی چاہیے کہ مصائب و آلام پر صبر کریں جیسے حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور امام سجاد علیہ السلام و۔۔۔۔ نے صبر کیا۔ اسی طرح غیبت طولانی میں بھی صبر کرنا چاہیے لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ اس آیت کے ذیل میں ابوبصیر جیسے امام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے "اصبر علی ما یقولون" کی تاویل اس طرح فرمائی:

یَا مُحَمَّدُ مِنْ تَکْذِیبِهِمْ اِیَّاکَ فَاِنِّیْ مُنْتَقِمٌ مِنْهُمْ بِرَجُلٍ مِنْكَ وَ هُوَ قَائِمِی الَّذِیْ سَلَّطْتُهُ عَلٰی دِمَاءِ الظَّلَمَةِ۔[۲۳]

اے محمد! ان لوگوں کی جانب سے اپنی تکذیب پر صبر کیجیے میں ان لوگوں سے تمہاری نسل میں سے ایک شخص کے ذریعے انتقام لوں گا اور وہ قائم ہیں میں انہیں ظالمین پر مسلط کردوں گا۔

[۲۳] تفسیر کنز الدقائق ج ۱۱، ص ۲۱۰، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۳۲۰، الزام الناصب ج ۱، ص ۹۰، تاویل الدیات الظاہرۃ ص ۴۹۲، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۹۰

سورہ ص: آیت ۸۸

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ۔

اور تمہیں اس کا علم ایک مدت کے بعد ہوگا۔

یقیناً ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی خبر دی ہے شاید ان لوگوں کو یقین نہ آتا ہو کہ یہ خبر بچی نہیں ہے بس یہی نبی ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب ہی تو ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی مذہب یہودیت پر باقی اور کوئی مذہب عیسائیت پر باقی ہے اگر ہر امتی اپنے نبی کی تصدیق کرتا تو ہر ایک مذہب اسلام کو قبول کرتا اور رسول اکرم ﷺ جو خدا کے آخری رسول پر ایمان لے کر آتا۔ پھر جب رسول ﷺ پر ایمان لے آتا تو یقیناً رسول اکرم ﷺ کی تصدیق کرتا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میرے بارہ جانشین ہوں گے اور آخری مہدی ہوگا۔ جو میرا ہم نام اور ہم کنیت ہوگا۔ اس بات کا علم یقیناً لوگوں کو اس وقت ہوگا جب خدا کی آخری حجت ظہور کرے گی۔

اس لیے امام باقرؑ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ قال: عند خروج القائم۔[۲۴]

[۲۴] کافی ج ۸، ص ۲۸۷، تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۴۹۹، الوافی ج ۲۶، ص ۴۴۰، اثبات الھداۃ ج ۳، ص ۲۲، نور الثقلین ج ۴، ص ۴۷۴

سورہ زمر: آیت ۶۹

وَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتَابُ وَ جِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک جائے گی اور اعمال کی کتاب کھول کر رکھ دی جائے گی اور پیغمبروں اور گواہوں کو حاضر کیا جائے گا اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

زمین اپنے پروردگار عالم کے نور سے روشن ہو جائے گی (و اشرقت الارض بنور ربھا) اس "اشراق" اور نور الہی کی روشنی سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مختلف تفسیریں بیان کی گئی ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل تین تفسیریں زیادہ اہم ہیں۔

۱۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ "نور رب" سے مراد حق وعدالت ہے کہ خدا اس دن صفحہ زمین کو اس کے ساتھ منور کر دے گا۔ علامہ مجلسی بحارالانوار میں کہتے ہیں:

و اشرقت الارض بنور ربھا أي أضاءت الأرض بعدل ربها يوم القيامة لأن نور الارض بالعدل۔

یعنی قیامت کے دن زمین عدل پروردگار سے روشن ہو جائے گی کیونکہ زمین کا نور اور عدالت کی وجہ سے ہے۔"[15]

۲۔ بعض دوسروں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسے نور کی طرف اشارہ ہے جو سورج اور چاند کے نور کے علاوہ ہوگا جسے خدا خصوصیت کے ساتھ اس دن پیدا کرے گا۔

[15] بحار الانوار ج ۶، ص ۳۲۱

۳۔ مفسر عالی قدر صاحب المیزان کہتے ہیں: زمین کو نور سے پروردگار عالم سے روشن کر دیا جائے گا اس سے مراد جو روز قیامت کی خصوصیات میں سے ہے، وہی "کشف الغطاء" پردوں اور حجابوں کا ہٹ جانا، حقائق اشیاء خیر و شر، اطاعت و معصیت اور حق کو باطل میں سے انسانوں کے اعمال کا ظاہر ہو جانا ہے۔ اس کے بعد اس معنی پر سورہ ق کی آیت ۲۲ سے استدلال کرتے ہیں۔

لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔

تو اس بارے میں غفلت میں تھا۔ ہم نے تیری آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا اور آج تیری آنکھ اچھی طرح دیکھے گی۔"[16]

جو بھی تفسیر بیان کی جائے سب میں یہی ذکر ہے کہ زمین کو نور الہی سے منور کر دیا جائے گا۔ وہ نور الہی کون ہے جس کی وجہ سے زمین ور روشن و منور ہو رہی ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی بھی اس نور کے آگے کچھ نہیں۔ تو ہم روایات اہل بیتؑ میں دیکھتے ہیں حضرت مہدیؑ کے قیام سے اس کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک قسم کی تطبیق و تشبیہ ہے اور اسا معنی پر تاکید ہے کہ حضرت مہدیؑ کے وقت دنیا صحن قیامت کا ایک نمونہ ہو جائے گی اور اس امام برحق اور جانشین پیغمبر ﷺ اور نمائندہ پروردگار عالم کے ذریعے روئے زمین میں عدل و داد اس حد تک حکم فرما ہو جائے گی کہ جس سے زمین کی طبیعت اور مزاج قبول کرے گا۔"[17]

مفضل بن عمر چھٹے امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔

جس وقت ہمارے قائم قیام کرے گا تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی اور بندوں کو سورج کی روشنی کی ضرورت نہیں رہے گی اور ظلمت برطرف ہو جائے گی۔"[18]

[16] تفسیر نمونہ ج ۱۹، ص ۵۴۴

[17] تفسیر نمونہ ج ۱۹، ص ۵۴۵

[18] الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل ج ۱۵، ص ۱۵۹، تفسیر صافی ج ۴، ص ۳۳۱، تفسیر آسان ج ۱۷، ص ۱۸۸، تفسیر اثناعشری ج ۱۱، ص ۲۷۰، تفسیر کنز الدقائق ج ۱۱، ص ۳۳۹

۵۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ إِمَامُ الْأَرْضِ۔

رب الارض یعنی امام الارض مراد ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: جب امام ظہور کریں گے تو کیا ہوگا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

إِذاً يَسْتَغْنِي النَّاسُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَنُورِ الْقَمَرِ وَيَجْتَزِءُونَ بِنُورِ الْإِمَامِ۔

لوگوں کو سورج اور چاند کی روشنی کی ضرورت نہیں رہے گی، زمین نور امام سے جگمگا اٹھے گی۔"[۱۹]

۶۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ خُلَفَائِي وَأَوْصِيَائِي وَحُجَجَ اللهِ عَلَى الْخَلْقِ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَوَّلُهُمْ أَخِي وَآخِرُهُمْ وَلَدِي وَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ص وَمَنْ أَخُوكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قِيلَ فَمَنْ وَلَدُكَ قَالَ الْمَهْدِيُّ يَمْلَأُهَا قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيّاً لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَأَطَالَ اللهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَخْرُجَ فِيهِ وَلَدِي الْمَهْدِيُّ فَيَنْزِلَ رُوحُ اللهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ع فَيُصَلِّيَ خَلْفَهُ وَتُشْرِقَ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَيَبْلُغَ سُلْطَانُهُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ۔"[۲۰]

میرے جانشین اور میرے اوصیاء میرے بعد لوگوں کے درمیان روئے زمین پر خدا کی حجت ہیں جو کہ بارہ ہیں ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا بیٹا ہوگا۔

راوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کا بھائی کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

---

[۱۹] البرھان ج ۴، ص ۷۴۳، تفسیر قمی ج ۲، ص ۲۵۳، تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۵۰۴، الفرقان فی تفسیر القرآن ج ۲۵، ص ۳۸۷، بحار الانوار ج ۷، ص ۳۲۶

[۲۰] بحار الانوار ج ۵۱، ص ۷۱، اعلام الوری ص ۳۹۲، اثبات الھداۃ ج ۲، ص ۸۴، منھاج البراعۃ ج ۹، ص ۳۵

راوی میں نے عرض کیا: آپ کا بیٹا کون ہے؟

فرمایا: مہدی علیہ السلام میرا بیٹا ہے۔ اللہ تعالی اس کے وسیلے سے دنیا کو عدل و انصاف سے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالی اس دن کو اتنا طولانی کر دے گا کہ میرا بیٹا مہدی ظہور کر جائے اور عیسیٰ روح اللہ آسمان سے نازل ہو جائیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں اور روئے زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی اور حضرت مہدیؑ کی سلطنت شرق و غرب عالم میں پھیل جائے گی۔

۷۔ حسین بن خالد کہتے ہیں میں نے امام رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا:

لَا دِينَ لِمَنْ لَا وَرَعَ [لَهُ] وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ وَإِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَعْمَلُكُمْ بِالتَّقِيَّةِ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِلَى مَتَى قَالَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ وَهُوَ يَوْمُ خُرُوجِ قَائِمِنَا فَمَنْ تَرَكَ التَّقِيَّةَ قَبْلَ خُرُوجِ قَائِمِنَا فَلَيْسَ مِنَّا قِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ وَمَنِ الْقَائِمُ مِنْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ الرَّابِعُ مِنْ وُلْدِي ابْنُ سَيِّدَةِ الْإِمَاءِ يُطَهِّرُ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ مِنْ كُلِّ جَوْرٍ وَيُقَدِّسُهَا مِنْ كُلِّ ظُلْمٍ وَهُوَ الَّذِي تَشُكُّ النَّاسُ فِي وِلَادَتِهِ وَهُوَ صَاحِبُ الْغَيْبَةِ قَبْلَ خُرُوجِهِ فَإِذَا خَرَجَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِهِ يَضَعُ مِيزَانَ الْعَدْلِ بَيْنَ النَّاسِ فَلَا يَظْلِمُ أَحَدٌ أَحَداً وَهُوَ الَّذِي تُطْوَى لَهُ الْأَرْضُ وَلَا يَكُونُ لَهُ ظِلٌّ وَهُوَ الَّذِي يُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يَسْمَعُهُ جَمِيعُ أَهْلِ الْأَرْضِ بِالدُّعَاءِ إِلَيْهِ أَلَا إِنَّ حُجَّةَ اللهِ قَدْ ظَهَرَ عِنْدَ بَيْتِ اللهِ فَاتَّبِعُوهُ فَإِنَّ الْحَقَّ مَعَهُ وَفِيهِ وَهُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ۔"[۲۱]

جس میں پرہیزگاری نہیں وہ دین نہیں رکھتا، جس میں تقیہ نہیں وہ ایمان نہیں رکھتا تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو زیادہ تقیہ پر عمل کرتا ہے۔

---

[۲۱] بحار الانوار ج ۵۲، ص ۳۲۱، اکمال الدین ج ۲، ص ۳۷۱، کفایۃ الاثر ص ۲۷۴

لوگوں نے پوچھا فرزند رسول کب تک؟ آپ نے فرمایا: جب تک ہم اہل بیت علیہ السلام کا قائم ظہور نہیں کرتا اور جو بھی ہمارے قائم کے ظہور سے پہلے تقیہ کو چھوڑتا ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا: فرزند رسول و اہل بیت علیہ السلام کے قائم کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ میرا چوتھا فرزند ہے جس کے ذریعے خدا زمین کو ہر ظلم وستم سے پاک کردے گا اور وہ ایسا ہے جس کی ولادت میں لوگ شک کریں گے۔ جس کی طویل غیبت ہوگی اور جب وہ طویل غیبت کے بعد ظہور کرے گا تو زمین اس کے نور سے منور ہو جائے گی اور وہ لوگوں کے درمیان عدالت کو جاری کرے گا اس وقت کوئی کسی پر ستم نہیں کرے گا جس کے لئے آسمان سے یوں نداء آئے گی جیسے سب سنیں گے۔

أَلَا إِنَّ حُجَّةَ اللهِ قَدْ ظَهَرَ عِنْدَ بَيْتِ اللهِ فَاتَّبِعُوهُ فَإِنَّ الْحَقَّ مَعَهُ وَفِيهِ۔

آگاہ ہو جاؤ کہ کعبہ کے پاس حجت خدا کا ظہور ہو چکا ہے تم لوگ اس کی اتباع کرو کیونکہ حق اس کے ساتھ ہے اور وہ حق کے ساتھ ہے۔ یہی مطلب اس آیت کا ہے جس میں ارشاد قدرت ہوا:

إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ۔[۱۴۲]

اگر ہم نے چاہا تو ان پر آسمان سے ایسی نشانی کو نازل کریں گے تو ان کے گردنیں تواضع سے جھک جائیں گی۔

۸۔ مفضل بن عمر میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّ قَائِمَنَا إِذَا قَامَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَاسْتَغْنَى الْعِبَادُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَيُعَمَّرُ الرَّجُلُ فِي مُلْكِهِ حَتَّى يُولَدَ لَهُ أَلْفُ ذَكَرٍ لَا يُولَدُ فِيهِمْ أُنْثَى وَيَبْنِي فِي ظَهْرِ الْكُوفَةِ مَسْجِداً لَهُ أَلْفُ بَابٍ وَيَتَّصِلُ بُيُوتُ الْكُوفَةِ بِنَهْرِ كَرْبَلَاءَ بِالْحِيرَةِ حَتَّى يَخْرُجَ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَغْلَةٍ سَفْوَاءَ يُرِيدُ الْجُمُعَةَ فَلَا يُدْرِكُهَا۔[۱۴۳]

---

[۱۴۲] سورہ شوریٰ: آیت ۴

[۱۴۳] بحار الانوار ج ۵۲، ص ۳۳۰، الغیبۃ طوسی ص ۴۶۸، ریاض الابرار ج ۳، ص ۱۹۱

جس وقت ہمارا قائم قیام کرے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی اور لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے اور ہر شخص ان کی دور حکومت میں ہزار بیٹے رکھے گا اس میں کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوگی اور کوفہ میں ایک مسجد تعمیر کریں گے جس کے ہزار دروازے ہوں گے اور کوفہ کے گھر نہر کربلا سے متصل ہوں گے اس طرح کہ جمعہ کے دن ایک شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر جمعہ میں شرکت کیلئے پہنچے لیکن جمعہ کو درک نہیں کر سکے گا۔

۹۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ قَائِمَنَا إِذَا قَامَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِهِ وَاسْتَغْنَى الْعِبَادُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَذَهَبَتِ الظُّلْمَةُ وَيُعَمَّرُ الرَّجُلُ فِي مِلْكِهِ حَتَّى يُولَدَ لَهُ أَلْفُ ذَكَرٍ لَا يُولَدُ لَهُ فِيهِمْ أُنْثَى وَتُظْهِرُ الْأَرْضُ كُنُوزَهَا حَتَّى يَرَاهَا النَّاسُ عَلَى وَجْهِهَا وَيَطْلُبُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ مَنْ يَصِلُهُ بِمَالِهِ وَيَأْخُذُ مِنْهُ زَكَاتَهُ فَلَا يَجِدُ أَحَداً يَقْبَلُ ذَلِكَ مِنْهُ اسْتَغْنَى النَّاسُ بِمَا رَزَقَهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ۔

جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو زمین پروردگار عالم کے نور سے منور ہو جائے گی اور لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے اور تاریکی ختم ہو جائے گی اور لوگ حضرت کے زمانہ سلطنت میں طولانی عمر کریں گے یہاں تک کہ ہزار بیٹے ہوں گے ان میں ایک لڑکی بھی متولد نہیں ہوگی اور زمین اپنے خزانوں کو نگل لے گی یا آشکار کردے گی اور لوگ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور ان دنوں لوگ اتنے بے نیاز ہو جائیں گے کہ اگر کوئی شخص تلاش کرے کہ کوئی بندہ زکوۃ لینے کے لئے مل جائے تاکہ اس پر مال کے ذریعہ یا زکوۃ دے کر احسان کرے تو کوئی بھی نہیں ملے گا اور لوگ جو رزق و روزی پروردگار عالم نے دیا ہوگا اس کی وجہ سے وہ عام چیزوں سے بے نیاز و توانگر ہوں گے۔[۱۴۴]

۱۰۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱۴۴] الارشاد ج ۲، ص ۳۸۱، اعلام الوری ج ۲، ص ۲۹۳، کشف الغمہ ج ۳، ص ۴۶۳

إِنَّ قَائِمَنَا إِذَا قَامَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا، وَ اسْتَغْنَى الْعِبَادُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ، وَ صَارَ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَاحِداً، وَ ذَهَبَتِ الظُّلْمَةُ، وَ عَاشَ الرَّجُلُ فِي زَمَانِهِ أَلْفَ سَنَةٍ، يُولَدُ لَهُ فِي كُلِّ سَنَةٍ غُلَامٌ، لَا يُولَدُ لَهُ جَارِيَةٌ، يَكْسُوهُ الثَّوْبُ فَيَطُولُ عَلَيْهِ كُلَّمَا طَالَ، وَ يَتَلَوَّنُ عَلَيْهِ أَيَّ لَوْنٍ شَاءَ۔

جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے اور دن رات ایک ہو جائیں گے تاریکی اور ظلمت ختم ہو جائے گی، اس زمانہ میں لوگ ہزار سال زندگی کریں گے اور ہر سال بیٹا پیدا ہوگا لڑکی پیدا نہیں ہوگی، اور لباس پہنیں گے جتنے لمبے ہوں گے اتنا لمبا لباس ہوگا اور اس پر مختلف رنگ ہوں گے جس رنگ کا چاہیں گے جس رنگ کا لباس پہننا چاہیں گے اس رنگ کا لباس ان کی قد و قامت کے مطابق انہیں مل جائے گا۔[۱۳۵]

[۱۳۵] دلائل الامامۃ ص ۴۵۴، ۴۸۶، حلیۃ الابرار ج ۶، ص ۳۳۵

سورہ شوریٰ: آیت ۴۱

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ۔

جو شخص مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر ملامت کا کوئی راستہ نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ظالم کو سزا دینا اور اس سے انتقام لینا مظلوم کا حق ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرے کیونکہ استغاثہ اور نصرت طلبی مظلوم کا مسلم حق ہے اور مظلوم کی مدد کرنا ہر عقلمند و بیدار ضمیر کے مالک کا فرض ہے۔ ان لوگوں کے لئے ہی ہے جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق ظلم کو روا سمجھتے ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے رسالہ حقوق میں فرماتے ہیں:

حَقُّ مَنْ أَسَاءَكَ أَنْ تَعْفُوَ عَنْهُ وَإِنْ عَلِمْتَ أَنَّ الْعَفْوَ عَنْهُ يَضُرُّ انْتَصَرْتَ۔

جو تم سے برائی کرے اسے معاف کر دو اگر تم یہ محسوس کرو گے معاف کرنا نقصان دہ ہے تو پھر اس سے انتقام لو۔

اللہ کے بعد اس آیت وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ۔۔۔ کی تلاوت امام نے فرمائی۔[۱۳۶]

اسی لئے امام زمانہ علیہ السلام کا ایک لقب منتقم ہے جو امام حسین علیہ السلام و اہل بیتؑ پر جو ظلم ہوئے ہیں ان کا آکر انتقام لیں گے۔ اس آیت کے ذیل میں روایت موجود ہے:

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ يَعْنِي الْقَائِمَ وَ أَصْحَابَهُ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ وَ الْقَائِمُ إِذَا قَامَ انْتَصَرَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ وَ النُّصَّابِ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ وَ هُوَ

[۱۳۶] تفسیر الاصفی ج ۲، ص ۱۱۳۳، تحف العقول ص ۲۷۱، من لایحضرہ الفقیہ ج ۲، ص ۶۲۵، الخصال ج ۲، ص ۵۷۰

قَوْلُ اللهِ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔[۲۸]

جو شخص مظلوم واقع ہونے کے بعد بدلہ لے اس سے مراد قائم آل محمد علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں اور فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ سے مراد جب امام زمانہؑ اور ان کے اصحاب قیام کریں گے تو بنی امیہ اور دشمنان اہل بیت علیہ السلام سے انتقام لیں گے۔ اس کے بعد امام نے سورہ نور کی آیت ۴۲ تلاوت فرمائی۔ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[۲۹] پس ملامت توان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق زیادتی کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

---

[۲۸] تفسیر اہل بیت ج ۱۳، ص ۶۵۰، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۴۸، تفسیر قمی ج ۲، ص ۲۷۸، تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۵۸۶، الزام الناصب ج ۱، ص ۸۸

[۲۹] سورہ نور: آیت ۴۲

سورہ زخرف: آیت ۲۸

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔

اور اپنوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دے دیا کہ شاید وہ لوگ خدا کی طرف پلٹ آئیں۔

یہ آیت جناب ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ جنہوں نے کلمہ توحید، توحید پرستی کو اپنی نسل میں قرار دیا۔ ویسے تو ہر نبی نے پرچم توحید کو بلند کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی لیکن جناب ابراہیم علیہ السلام نے بت شکنی بھی کی اور اس پیغام میں توحید کی راہ میں آگ میں بھی ڈالے گئے اور دعائے ابراہیم علیہ السلام قرآن میں بھی موجود ہے جس میں کہا:

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ۔[۳۰]

مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھنا۔

اور پیغمبر آخر نے بھی آکر سب سے پہلے جو پیغام دیا وہ بھی یہی تھا:

قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔

کہو کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے نجات پاجاؤ گے۔

اس پرچم توحید کی بقاء کے لئے امام حسین نے اپنے اصحاب وانصار واقربا کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا اور پرچم توحید کو بچایا اور اب یہ پرچم توحید تمام روئے زمین پر اس وقت بلند ہوگا جب خدا کی آخری نشانی کو اذن ظہور ملے گا اور دنیائے عالم میں ہر جگہ توحید کا بول بالا ہوگا۔

روایت میں ہے کہ ہشام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا امام حسن مجتبیٰ کی اولاد میں سے بھی کوئی امام ہوگا؟

---

[۳۰] ابراہیم ۳۵

آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں یہ امامت کا منصب نسل حسینؑ میں جاری رہے گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ۔

(جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں کلمہ توحید چھوڑا تھا) اسی طرح سے امام حسینؑ نے اپنی اولاد میں قیامت تک کے لئے منصب امامت چھوڑا ہے۔[30]

امام زین العابدین علیہ السلام نے اس وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ کے بارے میں فرمایا:

و الإمامة فی عقب الحسین إلی یوم القیامة، و إن للقائم منا غیبتین إحداهما أطول من الاخری۔

امامت قیامت تک امام حسینؑ کی نسل میں جاری وساری رہے گی اور ہمارے قائم کے لئے دو غیبتیں ہیں ایک دوسرے طول تر ہے۔[31]

ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَعَلَ الْإِمَامَةَ فِي عَقِبِ الْحُسَيْنِ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ تِسْعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِنْهُمْ مَهْدِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔[32]

امامت کو نسل حسینؑ میں قرار دیا ہے ان کی صلب سے نو امام متولد ہوں گے اور ان ہی میں سے اس امت کے مہدی بھی ہوں گے۔

ابوبصیر کہتے ہیں امام باقر علیہ السلام نے اس وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ کے بارے میں فرمایا:

---

[30] البرھان ج ۴، ص ۸۵۳، کنز الدقائق ج ۱۲، ص ۳۸، نور الثقلین ج ۴، ص ۵۹۶

[31] البرھان ج ۴، ص ۲۱۵، الفرقان ج ۲۶، ص ۳۰۰، الامامۃ والتبصرۃ ص ۱۲۰، کمال الدین ج ۱، ص ۳۲۳، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۸۱

[32] تفسیر شریف الاصیبی ج ۴، ص ۴۷، نور الثقلین ج ۴، ص ۵۹۷، مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب ج ۴، ص ۴۶، بحار الانوار ج ۲۵، ص ۲۵۳

فِي عَقِبِ الْحُسَيْنِ ع فَلَمْ يَزَلْ هَذَا الْأَمْرُ مُنْذُ أُفْضِيَ إِلَى الْحُسَيْنِ يَنْتَقِلُ مِنْ وَلَدٍ إِلَى وَلَدٍ لَا يَرْجِعُ إِلَى أَخٍ وَ عَمٍّ وَ لَمْ يُعْلَمْ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا وَ لَهُ وَلَدٌ۔[33]

امامت نسل امام حسین علیہ السلام میں ہوگی اور جس وقت سے امامت امام حسینؑ کی طرف منتقل ہوئی ہے اس وقت سے ہمیشہ یہ امر (امامت) باپ سے بیٹے کی طرف منتقل ہوگی اور اس سے ہٹ کر بھائی یا چچا کی طرف منتقل نہیں ہوگی اور امام اس دنیا سے اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک صاحب فرزند نہ ہو۔ (حتماً امام کے بعد ان کا بیٹا موجود ہوگا جیسا لوگوں نے کوشش کی کہ موسیٰ پیدا نہ ہوں لیکن خدا نے انتظام کیا اور موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اسی طرح لوگوں نے کوشش کی کہ حجت خدا پیدا نہ ہوں لیکن خدا نے حجت خدا کو اس دنیا میں بھیجا اور آج تک اس کی حفاظت کر رہا ہے)۔

ہشام بن سالم کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا:

قُلْتُ لِلصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ع الْحَسَنُ أَفْضَلُ أَمِ الْحُسَيْنُ فَقَالَ الْحَسَنُ أَفْضَلُ مِنَ الْحُسَيْنِ قُلْتُ فَكَيْفَ صَارَتِ الْإِمَامَةُ مِنْ بَعْدِ الْحُسَيْنِ فِي عَقِبِهِ دُونَ وُلْدِ الْحَسَنِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَ سُنَّةَ مُوسَى وَ هَارُونَ جَارِيَةً فِي الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ أَ لَا تَرَى أَنَّهُمَا كَانَا شَرِيكَيْنِ فِي النُّبُوَّةِ كَمَا كَانَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ شَرِيكَيْنِ فِي الْإِمَامَةِ وَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ النُّبُوَّةَ فِي وُلْدِ هَارُونَ وَ لَمْ يَجْعَلْهَا فِي وُلْدِ مُوسَى وَ إِنْ كَانَ مُوسَى أَفْضَلَ مِنْ هَارُونَ قُلْتُ فَهَلْ يَكُونُ إِمَامَانِ فِي وَقْتٍ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدُهُمَا صَامِتاً مَأْمُوماً لِصَاحِبِهِ وَ الْآخَرُ نَاطِقاً إِمَاماً لِصَاحِبِهِ وَ أَمَّا أَنْ يَكُونَا إِمَامَيْنِ نَاطِقَيْنِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ فَلَا قُلْتُ فَهَلْ تَكُونُ الْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ع قَالَ لَا إِنَّمَا هِيَ جَارِيَةٌ فِي عَقِبِ الْحُسَيْنِ ع كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ ثُمَّ هِيَ جَارِيَةٌ فِي الْأَعْقَابِ وَ أَعْقَابِ الْأَعْقَابِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[34]

---

[33] کمال الدین ج ۲، ص ۴۱۵، تاویل الآیات الظاھرۃ ص ۵۴۰، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۱۷۹، ج ۲۵، ص ۲۵۸

[34] بحار الانوار ج ۲۵، ص ۲۵۰، کمال الدین ج ۲، ص ۴۱۶، تفسیر اھل بیت ج ۱۴، ص ۳۸، البرھان ج ۴، ص ۸۵۳، الزام الناصب ج ۱، ص ۳۸

امام حسن علیہ السلام افضل ہیں یا امام حسین علیہ السلام آپ علیہ السلام نے فرمایا: امام حسن افضل ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام سے۔ ہشام کہتے ہیں میں نے کہا: پھر کیوں امامت نسل امام حسین سے ہے لیکن امام حسن میں سے نہیں؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: پروردگار عالم دوست رکھتا ہے کہ سنت ہارون و موسیٰ علیہ السلام کو امام حسن اور امام حسین علیہ السلام میں جاری کرے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یہ دونوں نبوت میں شریک تھے جس طرح امام حسن اور امام حسین امامت میں شریک ہیں اگرچہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے فضائل جناب ہارون علیہ السلام سے زیادہ ہیں لیکن خدا نے نبوت اولاد ہارون میں رکھی نہ کہ اولاد موسیٰ علیہ السلام میں۔

ہشام کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا؟ کیا ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہیں: مگر یہ کہ ان میں سے ایک خاموش رہے اور دوسرے کی پیروی کرے۔ ایک وقت میں دو بولنے والے امام نہیں ہو سکتے۔ راوی میں نے پوچھا: کیا امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد امامت دو بھائیوں میں پہنچے گی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ امامت فقط اولاد امام حسینؑ میں جاری ہوگی جس طرح پروردگار عالم نے قرآن میں فرمایا:

وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ۔

پھر یہ امامت جاری ہوگی ان کی اولاد میں اور اولاد کے بعد اولاد میں قیامت تک منتقل ہوتی رہے گی۔

جابر بن یزید جعفی کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا:

إِنَّ قَوْماً يَقُولُونَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى جَعَلَ الْإِمَامَةَ فِي عَقِبِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ قَالَ كَذَبُوا وَ اللهِ أَ وَ لَمْ يَسْمَعُوا اللهَ تَعَالَى ذِكْرُهُ يَقُولُ- وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ فَهَلْ جَعَلَهَا إِلَّا فِي عَقِبِ الْحُسَيْنِ ع ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ الْأَئِمَّةَ هُمُ الَّذِينَ نَصَّ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ص بِالْإِمَامَةِ وَ هُمُ الَّذِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ص لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ وَجَدْتُ أَسَامِيَهُمْ مَكْتُوبَةً عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ بِالنُّورِ اثْنَيْ عَشَرَ

اسْماً مِنْهُمْ عَلِيٌّ وَ سِبْطَاهُ وَ عَلِيٌّ وَ مُحَمَّدٌ وَ جَعْفَرٌ وَ مُوسَى وَ عَلِيٌّ وَ مُحَمَّدٌ وَ عَلِيٌّ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ فَهَذِهِ الْأَئِمَّةُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ الصَّفْوَةِ وَ الطَّهَارَةِ وَ اللهِ مَا يَدَّعِيهِ أَحَدٌ غَيْرُنَا إِلَّا حَشَرَهُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَعَ إِبْلِيسَ وَ جُنُودِهِ۔ [۳۵]

اے فرزند رسول بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ امامت کو اولاد امام حسن اور امام حسین میں قرار دی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا تم نے قرآن کی یہ آیت وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ نہیں سنی ہے۔ کیا امام حسینؑ کی اولاد کے علاوہ کسی اور میں امامت کو قرار دیا ہے؟ اس کے بعد فرمایا: اے جابر! امام وہ ہوگا جس کے لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت و تصریح و تائید موجود ہوگی۔ اور وہ امام وہ ہیں جن کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ان کے اسماء نور سے لکھے ہوئے ساق عرش پر دیکھے کہ وہ بارہ نام ہیں۔ ان میں سے (پہلے) علیؑ اور ان کے دو فرزند اور علی اور محمد اور جعفر اور موسیٰ اور علی اور محمد اور علی اور حسن اور (آخری) حجت قائم ہیں۔ پس یہ اہل بیت حضرت عصمت و طہارت امام ہیں۔ خدا کی قسم: ہمارے علاوہ جو کوئی بھی ادعائے امامت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے شیطان اور اس کے لشکر کے ساتھ محشور کرے گا۔

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ: ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی نماز کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا: اے میرے اصحاب! میں تم لوگوں کو تقویٰ الہی اور اس کی اطاعت کی سفارش کرتا ہوں، جو بھی اس سفارش پر عمل کرے گا وہ کامیاب و کامران ہوگا جو بھی اسے ترک کرے گا پریشان ہوگا پس تقویٰ اور پرہیزگاری کے ذریعے قیامت کی ہولناکیوں سے سلامتی کو طلب کرو۔

بہت جلد ہی خدا کی بارگاہ میں پلٹ جاؤں گا اور اس کی دعوت حق کو قبول کروں گا۔ میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہل بیت عترت ہیں،

---

۳۵ کفایۃ الاثر ص ۲۴۶، بحار الانوار ج ۳۶، ص ۳۵۷

جب تک تم ان سے متمسک رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے جو بھی میرے بعد میری عترت سے متمسک ہو گا وہ کامران وہ کامیاب ہے جس نے ان سے روگردانی کی اس کے لیے ہلاکت وتباہی ہے۔

راوی میں نے عرض کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے بعد ہمیں کس کی پیروی و اطاعت کا حکم دیتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ بن عمران نے کس کی پیروی کا حکم دیا تھا؟

راوی میں نے عرض کیا: اپنے وصی یوشع بن نون۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میرا وصی و خلیفہ میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ ہیں جو نیک لوگوں کے پیشوا اور کافروں کو قتل کرنے والے ہیں جو ان کی مدد کرے گا اس کی مدد کی جائے گی اور جو ان کی مدد نہیں کرے گا اس کی مدد نہیں کی جائے گی۔

راوی میں نے عرض کیا: یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بعد کتنے امام ہیں؟

رسول خداؐ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے برابر جن میں سے نو افراد امام حسینؑ کی نسل میں سے ہوں گے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے میرا علم وفہم عطا کیا ہے۔ یہ لوگ علم الٰہی کے خزانے دار اور اس کی وحی کے معدن ہیں۔

راوی میں نے عرض کیا: پس امام حسینؑ کی اولاد کا کیا ہو گا؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امامت کو امام حسینؑ کی نسل میں سے قرار دیا اور یہ خدا کا فرمان ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ۔

میں نے عرض کیا: ان کے نام مجھے بیان نہیں کریں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ جب مجھے آسمان پہ بلایا گیا تو میں نے ساق عرش کی طرف نگاہ کی تو نور سے لکھا ہوا دیکھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ایدته بعلی بن ابی طالب و نصرته به۔

کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے، محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں نے علیؑ کے ذریعے ان کی مدد کی۔

اور پھر میں نے نور حسن وحسین و فاطمہ کو دیکھا اور تین جگہ علی، علی، علی اور دو جگہ محمد، محمد اور پھر جعفر و موسیٰ و

حسن اور حجت قائم کے نور کو دیکھا جو ان کے درمیان چودہویں کے چاند کی مانند چمک رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: پروردگار عالم یہ لوگ کون ہیں جن کے اسماء تو نے اپنے نام کے ساتھ تحریر کیے ہیں؟ فرمایا: اے محمدؐ! یہ تیرے بعد امام و وصی ہیں، ان کو تیری طینت سے خلق کیا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو انہیں دوست رکھے گے اور بدبخت ہیں وہ لوگ جو ان سے دشمنی رکھے گے۔ (میں) ان کے وسیلہ سے عذاب دوں گا۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا اور دعا کی۔ میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا کی: خدایا! علم وفکر کو میری اولاد اور نسل در نسل میں قرار دے اور اسی طرح زراعت کو نسل در نسل قرار دے۔[۳۶]

[۳۶] کفایۃ الاثر ص ۱۳۶، حلیۃ الابرار ج ۲، ص ۸۱، بحار الانوار ج ۳۶، ص ۳۳۲

سورہ زخرف: آیت ٦٦

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔

کیا یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آپڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ایک موت انسان کو کب آئے گی دوسرا قیامت کب آئے گی کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ جب انسان کو اپنی موت اور قیامت کا علم نہیں تو انسان کو یہ سوچنا چاہیے کہ جتنا ہو سکے نیک عمل انجام دے کبھی ایسا نہ ہو کہ موت آجائے یا قیامت آجائے۔ بہرحال قیامت کا قیام جو دنیا کے ناگہانی طور پر خاتمہ کے ساتھ شروع ہو جائے گا۔ اس بارے میں مذکورہ بالا آیت میں دو صفات بیان کی گئی ہیں ایک "بغتة" اچانک اور دوسرا اس کے وقوع پذیر ہونے سے لوگوں کی لاعلمی۔ ممکن ہے کوئی ایسی چیز اچانک اور نہ ناگہانی صورت میں واقع ہو کہ جس کا ہمیں پہلے سے انتظار تھا اور اس کا سامنا کرنے کے لیے ہم تیار ہوں لیکن مصیبت یہ ہے کہ قیامت کا عظیم ترین دن اچانک اور ناگہانی صورت میں واقع ہو گا اور ہم بالکل اس سے غافل ہوں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تقوم الساعة و الرجلان يحلبان النعجة، و الرجلان يطويان الثوب، ثمّ قرأ صلى الله عليه و آله و سلم: هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔

قیامت اچانک واقع ہوگی جب کہ (ہر شخص اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گا) کچھ لوگ گوسفند کا دودھ نکال رہے ہوں گے اور کچھ (خرید و فروخت کے لئے) کپڑا پھیلا رہے ہوں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت: هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ کی تلاوت فرمائی۔ [۳۷]

[۳۷] روح المعانی ج ۱۳، ص ۹۶۷، تفسیر نمونہ ج ۲۱، ص ۱۱۰، الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل ج ۱۶، ص ۸۹

کس قدر دردناک بات ہوگی کہ ایسے حالات میں انسان آپس کی راہیں کھو بیٹھے گا۔ اس قدر غفلت کا شکار ہو جائے گا کہ کسی قسم کی تیاری کے بغیر اس کی سوچوں میں غرق ہو جائے گا۔ خدا سے یہ دعا کرتے رہیں کہ ہمیں خواب غفلت سے بیداری عطا فرما۔ ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھیں گے کبھی بھی موت آسکتی ہے اس دنیا فانی سے ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ بس انسان یہ سوچے کہ اس دار آخرت کے لئے کیا کیا ہے اور کیا سامان سفر تیار کر رکھا ہے۔

زرارہ بن اعین کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً کے بارے میں سوال کیا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: هِيَ سَاعَةُ الْقَائِمِ ع تَأْتِيهِم بَغْتَةً۔ [۳۸] اس سے مراد امام زمانہ کے قیام کا وقت ہے جو اچانک رونما ہو گا۔

[۳۸] تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۵۵۲، الزام الناصب ج ۱، ص ۹۰، اثبات الہداۃ ج ۵، ص ۱۹۱

سورہ دخان: آیات ۱۔۴

حمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ۔
اس روشن کتاب کی قسم ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں نازل کیا یقیناً ہم تنبیہ کرنے والے ہیں اس رات میں ہر حکیمانہ امر کی تفصیل وضع کی جاتی (ہر حکیمانہ امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے)

حروف مقطعات جس کا علم یا خدا کو ہے یا رسول اکرم ﷺ کو ہے یا ان کے سچے جانشین ائمہ طاہرین علیہم السلام کو ہے۔ اللہ تعالی قسم کھانے کے بعد اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ ہم نے یقیناً اس قرآن مجید کو جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت کی دلیل ہے مبارک رات میں نازل کیا۔ یہ وہ رات ہے جو تمام اچھائیوں کا مبداء اور پائیدار خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ اکثر مفسرین نے اس سے مراد شب قدر لی ہے۔ اس رات میں تمام امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس کتاب کو انذار کے لیے نازل کیا اور انبیاء کو بھی انذار کے لئے بھیجا یہ دونوں مبشر و نذیر ہیں۔ پس انسان اس کی تلاوت کر کے بشارت بھی حاصل کر سکتا ہے اور خوف بھی حاصل کر سکتا ہے یقیناً نیک کام کیے تو بشارت ہی بشارت ہے اور اگر برے کام کیے تو خوف ہی خوف رہے گا۔ قرآن کی تلاوت سے اپنے اپنے قلوب کو منور کریں۔ یہ آیت کس طرح امام زمانہ علیہ السلام سے مربوط ہے اس روایت پر غور کریں۔

امام علیؑ کے پاس ایک زندیق شخص (جو بے دین تھا) آیا اور عرض کیا اگر قرآن پاک کی آیات کے درمیان اختلاف و تناقص نہ ہوتا تو میں حتماً آپ کا دین اپنا لیتا! حضرت علی علیہ السلام نے دریافت کیا: کہاں ہے تناقص و اختلاف (کافی آیات پڑھتا گیا مولا اس کا جواب دیتے رہے یہاں تک کہ یہ آیت پڑھی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا اور پھر کہا: يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ۔ [۱۲۹]

[۱۲۹] نساء: آیت ۸۳

زندیق نے کہا: یہ حجت الہی (اولی امر) زمین پہ کون ہیں؟ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن پر ملائکہ اس رات نازل ہوتے ہیں جس رات خدائے حکیم کے امر سے ہر امور کا فیصلہ ہوتا ہے۔ کسی کو جان دینی ہے تو کسی کو رزق دینا ہے، اور کس کو موت و۔۔۔ جن کے پاس زمین و آسمان کے غیب کا علم ہو اور ان کے پاس ایسے معجزات ہیں جو کوئی انجام نہیں دے سکتا سوائے خدا کے اور اس کے برگزیدہ افراد کے اور وہ خدا اور اس کی مخلوقات کے درمیان خدا کے سفیر اور واسطہ ہیں۔ اور یہ افراد وجہ اللہ ہیں جن کے لئے خدا نے کہا: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ۔ [۱۳۰]

یہ بقیۃ اللہ ہیں یعنی وہی حضرت مہدی علیہ السلام جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں: کسی پر کوئی وجود ہونا چاہئے۔ یقیناً وجود بابرکت جو اس رات میں امر حکیم لے کر آتے ہیں امام زمانہ علیہ السلام کے پاس آتے ہیں۔ انشاء اللہ جب سورہ قدر کی آیات کو بیان کریں گے وہاں پہ تفصیل سے اس بات کو نقل کریں گے کہ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سے کیا مراد ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اہل مطالعہ افراد سے گزارش ہے کہ جو اس طولانی روایت کو پڑھنا چاہیے وہ ان کتب اور ایڈریس کی طرف مراجعہ کریں۔ [۱۳۱]

[۱۳۰] بقرہ: ۱۱۵

[۱۳۱] احتجاج طبرسی ج ۱، ص ۲۳۰، بحار الانوار ج ۹۰، ص ۹۸، البرھان فی تفسیر القرآن ج ۵، ص ۸۳۱

سورہ جاثیہ: آیت ۱۴

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔

ایمان والوں کہہ دیجئے: جو لوگ ایام اللہ پر عقیدہ نہیں رکھتے ان سے درگزر کریں تا کہ اللہ خود اس قوم کو اس کے کیے کا بدلہ دے۔

ایام اللہ کی تفسیر میں مختلف دنوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان میں سے علی بن ابراہیم قمی کی تفسیر میں مذکور ہے کہ "ایام اللہ" سے تین روز مراد ہیں:

۱۔ حضرت مہدیؑ کے ظہور کا دن۔

۲۔ موت کا دن۔

۳۔ قیامت کا دن۔[۱۳۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الایام المرجوۃ ثلاثۃ: یوم قیام القائم ویوم الکرۃ ویوم القیامۃ۔[۱۳۳]

تین دن ایام اللہ ہیں:

۱۔ حضرت مہدیؑ کے ظہور کا دن۔

۲۔ رجعت کا دن۔

۳۔ قیامت کا دن۔

[۱۳۲] تفسیر نمونہ ج ۲۱، ص ۳۳۶، تفسیر قمی ج ۱، ص ۳۶۷، تفسیر صافی ج ۳، ص ۸۰

[۱۳۳] تاویل الآیات الظاہرۃ ج ۱، ص ۵۵۸، الزام الناصب ج ۱، ص ۹۰

سورہ ق: آیت ۴۱، ۴۲

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ ۔ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ۔

اور کان لگا کر سنو! جس دن منادی قریب سے پکارے گا اس دن لوگ اس چیخ کو حقیقتاً سن لیں گے وہی (قبروں سے) نکل پڑنے کا دن ہوگا۔

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور سے پہلے پانچ حتمی علامات ہیں۔ جب تک یہ رونما نہیں ہو جاتیں اس وقت امام ظہور نہیں فرمائیں گے اور ان پانچ علامات کا امام علیہ السلام کے ظہور سے گہرا ربط ہے۔ یہ علامات ظہور سے کچھ دن پہلے یا کچھ ماہ بعد ظاہر ہوں گی اور کچھ امام کے قیام سے پہلے یا ابتداء میں ظاہر ہوں گی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے پانچ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

۱۔ یمانی کا خروج۔

۲۔ سفیانی کا خروج۔

۳۔ آسمان سے ایک نداء کا سنائی دینا۔

۴۔ بیداء کی زمین کا دھنس جانا۔

۵۔ نفس زکیہ کا قتل۔[۱۳۴]

ویسے تو ہمیں ہر ایک نشانی کو تفصیل سے بیان کرنا چاہیے لیکن جو ہمارا موضوع ہے اس آیت میں وہ ہے نداء کا آنا۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ظہور سے پہلے جو حتمی نشانیاں ہیں اس کو بیان کر دیں اور کچھ ندائے آسمانی کے بارے میں بیان کریں۔ اہل مطالعہ حضرات اردو میں کتاب ترجمہ ہو چکی ہے آیت اللہ

[۱۳۴] اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۳۵۹، الوافی ج ۲، ص ۴۳۳، اعلام الوری ج ۲، ص ۲۷۹، منتخب الاثر ص ۱۷۷

قزوینی کی۔ امام مہدی علیہ السلام ولادت سے ظہور تک اس میں جاکر تفصیل سے ان تمام نشانیوں کو پڑھ سکتے ہیں۔ ہم یہاں پر فقط مختصر ندائے آسمانی کے بارے میں تحریر کر رہے ہیں۔

آسمانی نداء

آسمانی نداء، امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حتمی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ یہ نداء ایسی ہوگی جسے سب لوگ آسانی سے سن لیں گے اور سمجھ بھی لیں گے۔ اس کی تاثیر یہ ہوگی کہ سویا ہوا ہے گھبرا کر بیدار ہو جائے گا اور بیٹھا ہوا ڈر کر کھڑا ہو جائے گا، کھڑا ہوا شخص خوف کی وجہ سے بیٹھ جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں انسانی معاشرے میں اضطراب و پریشانی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی، لوگوں کی زندگی سے سکون ختم ہو جائے گا کوئی بھی اس نداء کو بھلا نہیں سکے گا اور نہ کوئی اس میں شک و تردید کا اظہار کر سکے گا۔ کیونکہ امام مہدی علیہ السلام پورے عالم کے لیے باعث سکون واطمینان ہوں گے اور پوری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے تو اس آواز کو بھی تمام عالم تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو علم نہیں تھا یا پتا نہیں چلا کب ظہور کیا اور نہ ہم ان کی مدد اور نصرت کرتے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اس نداء کو سب لوگ اپنی زبان میں سنیں گے۔ دن کے شروع میں ایک نداء دینے والا نداء دے گا۔ سب لوگ اپنی زبان میں سنیں گے اور وہ نداء یہ ہوگی: خبردار حق علی اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے۔ پھر ابلیس نداء دے گا دن کے آخری حصے میں: حق سفیانی اور اس کے پیروکاروں کے ساتھ ہے، اس وقت باطل پرست لوگ شک و تردید میں پڑ جائیں گے۔

اور روایات میں ہے کہ: یہ نداء ۲۳ ویں ماہ رمضان شب جمعہ کو سنائی دے گی اس میں شک کرنا، سننا اور اطاعت کرنا اور دن کے آخری حصے میں بھی ابلیس ملعون نداء دے گا: آگاہ ہو جاؤ فلاں شخص (عثمان) ظلم کے ساتھ شہید ہوا ہے تاکہ وہ اس عمل کے ذریعے لوگوں کو شک میں ڈالے اور فتنہ کھڑا کرے تو اس دن کتنے ہی شرک کرنے اور حیران ہونے والے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ امام فرماتے ہیں جب تم ماہ رمضان میں یہ آواز سنو تو اس میں شک نہ کرنا یہ جبریل علیہ السلام کی آواز ہوگی اور اس کی علامت یہ ہے کہ حضرت جبرائیل

حضرت مہدیؑ کو ان کے والد بزرگوار کا نام لیکر نداء دے گا حتیٰ کہ پردے میں بیٹھی عورت بھی اس آواز کو سنے گی اور اپنے بھائی و والد کو امام مہدیؑ کی نصرت پر ابھارے گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اپنی دعا میں کہیں گے: بندگان خدا! میری بات غور سے سنو۔ یہ مہدی آل محمد میں سے ہیں زمین مکہ سے خروج کرنے لگے ہیں ان کی دعوت پر لبیک کہو۔[۱۳۵]

مندرجہ ذیل روایات پر غور کریں:

ا۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں اس آیت کے ذیل میں موجود ہے:

وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ۔

منادی امام مہدی علیہ السلام اور ان کے والد بزرگوار کا نام لے کر نداء دے گا۔

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ۔

اس صیحہ سے مراد آسمان سے امام قائم علیہ السلام کی آواز ہے اور یوم خروج سے مراد یوم رجعت ہے۔[۱۳۶]

---

[۱۳۵] خلاصہ امام مہدیؑ از ولادت تا ظہور ص ۲۹۸

[۱۳۶] تفسیر نور الثقلین ج ۵، ص ۱۱۸، تفسیر قمی ج ۲، ص ۳۲۷، کنز الدقائق ج ۱۲، ص ۴۰۰

سورہ ذاریات: آیت ۲۲

وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔

اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پروردگار عالم نے رزق کی ذمہ داری لی ہے جو انسان کے مقدر میں ہے اس کو اتنا رزق ملے گا۔ انسان جتنی بھی بھاگ دوڑ کر لے اس کو اتنا ہی ملے گا جتنا اس کی ذات نے اس کے مقدر میں لکھا ہے۔

انسان کو حرص و لالچ سے کام نہیں لینا چاہئے اور کوئی بھی اس روزی کو روک نہیں سکتا جس کا پروردگا عالم نے وعدہ کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک کو اس کا حق صحیح معنیٰ میں اس وقت ملے گا جب حاکم عادل ہوں یقیناً ہر ایک کی خواہش ہے کہ زمین کا حقیقی وارث آجائے تاکہ ہر صاحب حق کو اس کا حق مل جائے۔ اسی لیے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن عباس کہتے ہیں "ھو خروج المھدی" اس آیت سے مراد امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور و قیام مراد ہے (جب ہر ایک کو اس کا حق ملے گا اور جو جو "توعدون" جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا کیا جائے گا)[۱۳۷]

[۱۳۷] الغیبۃ طوسی ص ۱۷۵، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۱۹، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۵۳

سورہ حدید: آیت ۱۶

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ۔

کیا مومنین کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر خدا سے اور نازل ہونے والے حق سے نرم ہو جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ایک طویل مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔

غفلت کی وجہ سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے۔ انسان کو طولانی امیدیں، عذاب کا نہ آنا، ہوائے نفس، ان چیزوں نے خواب غفلت میں رکھا ہوا ہے۔ اگر انسان حق کی پیروی اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے تو یقیناً اس میں محفوظ رہے گا۔ اور حق کی پیروی اسے فسق و فجور سے دور رکھے گے اور انسان کو عبید الدنیا کی بجائے عبداللہ بنا دے گی۔

یہ آیت بھی امام زمانہ علیہ السلام اور ان کے اصحاب اور غیبت کے زمانے کے بارے میں تاویل کی گئی ہے کیونکہ زمانہ طویل ہونے کی وجہ سے یا عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور لوگ فسق اور فجور میں پڑ جاتے ہیں۔

محمد بن ہمام یا احمد بن حسن میثمی امام صادق علیہ السلام کے صحابی سے نقل کرتا ہے کہ میں نے سنا آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ۔

غیبت کے زمانے کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[۱۳۸]

[۱۳۹] تاویل الآیات الظاھرۃ ج ۱، ص ۶۳۷، البرھان ج ۵، ص ۲۸۸، کنز الدقائق ج ۱۳، ص ۹۳

کیونکہ غیبت کبریٰ کا زمانہ طولانی ہے جب تک امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور نہیں ہو جاتا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی اور غیبت کب ختم ہوگی یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں توجہ دلانا چاہ رہا ہے کہ طویل مدت غیبت کا طولانی ہو جانا تمہارے دلوں کو سخت نہ کر دے اور حجت الٰہی میں کبھی تم شک و تردید میں پڑ جاؤ جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر غیبت میں ہیں تو آتے کیوں نہیں ہم انہیں برا بھلا کہتے ہیں ان کے شیعوں کو قتل کرتے ہیں تو وہ بدلہ کیوں نہیں لیتے و۔۔۔ یہ یاد رہے کہ ہم پہلے روایات میں ذکر کر چکے ہیں کہ زمین پلک جھپکنے کے برابر بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔

احمد بن حسن میثمی، سماعة سے نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْقَائِمِ ع وَ لَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ قائم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[149]

[149] البرھان ج۵، ص۲۸۸، الاصفی فی تفسیر القرآن ج۲، ص۱۲۶، العدد القویة لرفع المخاوف الیومیة ص۶۹، بحار الانوار ج۵۱، ص۵۴

سورہ حدید: آیت ۱۷

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔

جان لو! اللہ ہی زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیوں کو یقیناً واضح طور پر بیان کیا ہے شاید تم عقل سے کام لو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے ذکر اور قرآن کے وسیلہ سے مردے زندہ ہوتے ہیں موت حیات کا خالق ہی مردہ کو زندہ کرتا ہے خدا نے اس کتاب میں اتنی طاقت رکھی ہے کہ اس کے وسیلہ سے زمین کے فاصلوں کو کم کیا جا سکتا ہے اور مردہ کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ خدا کے ذکر اور تلاوت سے قساوت قلبی دور ہوتی ہے اور انسان خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں واضح ارشاد قدرت ہے کہ مردہ زمین کو وہی ذات زندہ کرتی ہے۔ بارش کے حیات بخش قطروں کی برکت سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ صاحبان عقل و فہم کے لئے اس میں نشانیاں موجود ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

العدل بعد الجور۔

زمین کا عدالت کے ذریعے زندہ ہونا مراد ہے اس کے بعد کہ وہ ظلم و جور سے مردہ ہو چکی ہوگی۔[150]

امام باقر علیہ السلام نے اس آیت اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ کی تفسیر میں فرمایا:

يحيي الله تعالى بالقائم بعد موتها، يعني بموتها كفر أهلها و الكافر ميت۔[151]

[150] کافی ج۸، ص۲۶۷، البرھان ج۵، ص۲۸۸، تفسیر صافی ج۵، ص۱۳۵، الاصفی فی تفسیر القرآن ج۲، ص۱۳۶، بحار الانوار ج۲۷، ص۳۵۳

[151] کمال الدین ج۲، ص۶۶۸، اثبات الھداة ج۵، ص۱۰۹، تفسیر نمونہ ج۲۳، ص۳۴۳، تفسیر نور الثقلین ج۵، ص۲۴۲، الفرقان ج۲۸، ص۱۵۴

اللہ تعالیٰ زمین کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعے زندہ کرے گا اس کے بعد کہ وہ مردہ ہو چکی ہوگی یوں زمین کے مردہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے رہنے والے کافر ہیں اور کفر مردہ ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِنَّ اللهَ يُحْيِي الْقُلُوبَ الْمَيْتَةَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ۔

خدا مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے زندہ کرتا ہے جیسا کہ مردہ زمینوں کو بابرکت بارش کے قطروں سے زندہ کرتا ہے۔[152]

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

منا اثنی عشر مهديا أولهم أمير المؤمنين علی بن أبي طالب، و آخرهم التاسع من ولدی هو القائم بالحق به يحيى الله الأرض بعد موتها، و يظهر به الدين الحق علی الدين كله و لو كره المشركون۔[153]

ہم میں سے بارہ مہدی (ہدایت کرنے والے) ہیں۔ ان کے اول امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور آخری جو میرا بیٹا نویں نمبر پر ہیں وہ قائم بالحق ہیں کہ ان کے ذریعے اللہ تعالی اپنی زمین کو زندہ کرے گا حالانکہ وہ اس سے پہلے مردہ ہو چکی ہوگی اور الٰہی دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا اگرچہ مشرکین ناپسند بھی کریں۔

---

[152] الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل ج ۸، ص ۴۹، التفسیر المعین ص ۳۴۰، تحف العقول ص ۳۹۳، الوافی ج ۲۶، ص ۸۸، بحار الانوار ج ۱، ص ۱۳۶، ج ۳۹، ص ۳۰۵

[153] تفسیر نور الثقلین ج ۵، ص ۲۲۳، من هدی القرآن ج ۵، ص ۶۳

سورہ مجادلہ: آیت ۲۲

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ وَ لَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

آپ کبھی ایسے افراد پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے بھی ہوں لیکن اللہ اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اس نے اپنی طرف سے ایک روح سے ان کی تائید کی ہے اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ آگاہ رہو! اللہ کی جماعت والے ہیں یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں۔

ایک دل میں ممکن نہیں دو محبتیں جمع ہوں، یہ ہو نہیں سکتا ایک ہی دل میں اسے اللہ سے بھی محبت ہو اور دشمن خدا سے بھی محبت ہو۔ ایک دل میں اہل بیت علیہم السلام سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی محبت ہو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بس ضرورت اس بات کی ہے کہ کا انتخاب کریں اگر واقعاً مومن ہیں اور روز آخرت پر ہمارا ایمان ہیں تو خدا سے محبت کریں۔ اہل بیت علیہم السلام سے محبت کریں اور دشمنان خدا اور اہل بیت علیہم السلام سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کریں۔ اللہ تعالی قرآن مجید کی سورہ احزاب آیت ۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

ما جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِه۔ [۱۵۴]

اللہ نے کسی شخص کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں۔

بس اپنے دل میں خدا اور رسولؐ و اہل بیتؑ سے محبت رکھیں اور جن سے انہوں نے کہا ہے محبت رکھیں اور جوان کے دشمن ہیں نفرت رکھیں۔ یہ آیت امام زمانہؑ کے بارے میں کس طرح تاویل ہوئی ہے اس بارے میں روایات مندرجہ ذیل ہیں۔

ابان بن تغلب سے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کوئی ایسا مومن نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے دل کے دو کان ہیں ایک کان میں جب خناس وسوسہ ڈالتا ہے تو دوسرے کان میں فرشتہ اس وسوسے کا توڑ پیش کرتا ہے تو اس لحاظ سے اللہ مومن بندے کا اس طریقے سے اپنے فرشتے کے ذریعے تائید کرتا ہے اس لیے اس نے قرآن میں فرمایا ہے:

وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ۔ [۱۵۵]

محمد بن صالح البزاز کہتے ہیں میں نے امام حسن عسکریؑ سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ان إبنى هو القائم من بعدى، و هو الذى يجرى فى سير الأنبياء عليه السلام بالتعمير و الغيبة، تقسو القلوب بطول الأمد فلا يثبت على القول به الا من كتب الله عزو جل فى قلبه الايمان و أيده بروح منه۔

میرا بیٹا میرے بعد قائم آل محمدؐ ہے۔ جس میں انبیاء کی سنت و سیرت جاری ہوگی اس کی طولانی غیبت کی وجہ سے دل سخت ہو جائیں گے۔ صرف اور صرف وہی لوگ ہمارے امر پر ثابت قدم رہیں گے جس کے دل میں اللہ نے ایمان کو رکھا اور جسکی روح کے ذریعے تائید کی گئی ہوگی۔ [۱۵۶]

---

[۱۵۴] سورہ احزاب: آیت ۴

[۱۵۵] نور الثقلین ج ۵، ص ۲۶۹، البرھان ج ۵، ص ۳۲۹، صافی ج ۵، ص ۳۹۸، الاصفی فی تفسیر القرآن ج ۲، ص ۱۲۷۹، من ھدی القرآن ج ۱۳، ص ۴۷۱

[۱۵۶] کنز الدقائق ج ۱۳، ص ۱۵۳، نور الثقلین ج ۵، ص ۲۷۱، الفرقان ج ۲۸، ص ۲۲۳

امام علی علیہ السلام نے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا:

التاسع من ولدك يا حسين هو القائم بالحق، و المظهر للدين و الباسط للعدل، قال الحسين: فقلت له يا أمير المؤمنين و ان ذلك لكائن؟ فقال عليه السلام: اى و الذى بعث محمدا بالنبوة، و اصطفاه على البرية، و لكن بعد غيبة و حيرة، و لا يثبت فيها على دينه الا المخلصون المباشرون لروح اليقين، الذين أخذ الله عزو جل ميثاقهم بولايتنا و كتب فى قلوبهم الايمان و أيدهم بروح منه۔

"اے میرے حسین! آپ کا نواں بیٹا قائم بالحق ہے۔ جو دین پروردگار عالم کو حقیقی صورت میں ظاہر کرے گا اور اللہ تعالی زمین پر عدل قائم کرے گا۔

حضرت امام حسینؑ نے عرض کیا: کیا ایسا ہو کر رہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنایا اور انہیں تمام لوگوں پر مصطفی بنایا لیکن غیبت اور حیرت کے بعد ان کا ظہور ہوگا۔ دین پر صرف وہی لوگ ثابت قدم رہیں گے جو خالص اور مخلص ہوں گے اور روح یقین کے مالک ہوں گے جن سے اللہ تعالی نے ہماری ولایت کا میثاق لے رکھا ہے اور ان کے قلوب میں ایمان راسخ کر دیا ہے اور روح سے انہیں تقویت دی ہے۔" [۱۵۷]

---

[۱۵۷] کنز الدقائق ج ۱۳، ص ۱۵۳، نور الثقلین ج ۵، ص ۲۷۱، کمال الدین ج ۱، ص ۳۰۴، کشف الغمہ ج ۲، ص ۵۲۱، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۷۹، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۱۱۰

سورہ صف: آیت ۸

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ (کی پھونکوں) سے اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کفار برا مانیں۔

دشمنان حق دین الٰہی کو ختم کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک عمدہ تشبیہ کے ضمن میں فرمایا ہے کہ: وہ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں لیکن خدا اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا چاہے یہ بات کافروں کو پسند نہ آئے۔ تاریخ اسلام، قرآن کی اس عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک زندہ سند ہے۔

ظہور اسلام کے پہلے دن سے ہی اس کی نابودی کے لیے سازشیں اور منصوبے بنائے جاتے رہے ہیں۔

کبھی دشمنوں کے تمسخر اور ایذا و آزار کے ذریعے، کبھی اقتصادی و اجتماعی محاصرے کے ذریعے، کبھی منافقوں کی اندرونی سازشوں کے ذریعہ، کبھی مسلمانوں کی صفوں میں اختلافات پیدا کرنے کے ذریعے، کبھی صلیبی جنگوں کے ذریعہ، کبھی مذہبی قوانین کو بدل کر اور مسلمانوں کو ان کی پرانی تہذیب و تمدن سے دور کرنے کے ذریعے، کبھی جوانوں میں فحشاء و منکر، فساد اخلاق اور انحراف عقیدہ کے وسائل کی نشر و اشاعت کے ذریعے، کبھی فوجی سیاسی اقتصادی تسلط کے ذریعے اور کبھی دوسرے طریقوں سے اسلام کو نابود کرنے کی کوشش کی گئی ہیں، لیکن جس طرح خدا نے ارادہ کیا تھا یہ نور الٰہی روز بروز پھیل رہا ہے اور ہر زمانے میں اسلام کا دامن پہلے سے وسیع ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کافر و مشرکین کی کوشش ہے کہ خدا کے اس نور کو بجھادیں لیکن خدا کا ارادہ کچھ اور ہے، اور یہ قرآن کا ایک ابدی و جاودانی معجزہ ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مندرجہ بالا آیات کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

ليطفئوا ولاية أمير المؤمنين عليه السلام بأفواههم۔

دشمن چاہتا ہے کہ وہ ولایت امیرالمومنین علیؑ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: کہ والله متم نوره سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

والله متم الامامة و الامامة هي النور۔

خدا امامت کو پورا کر کے رہے گا اور امامت وہ نور ہے جس کے لئے خدا فرماتا ہے:

فَآمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا۔[158]

آپؑ نے فرمایا النور هو الامام۔ نور سے مراد امام ہیں۔[159]

عمار بن موسیٰ ساباطی چھٹے امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لم تخل الارض من حجته۔

زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔

حجت خدا کے ذریعے پروردگار عالم ان کو زندہ کرتا ہے جو حق سے دور رہنے کی وجہ سے معنوی موت سے ہم کنار ہو جاتے ہیں۔ پھر آپؑ نے اس آیت

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ کی تلاوت فرمائی۔[160]

(نوٹ)

بعض کتابوں میں روایت کے الفاظ اس طرح ہیں جو ہم نے نقل کیے اور بعض میں اس طرح ہیں۔

---

[158] سورہ تغابن: آیت ۸

[159] بحار الانوار ج ۲۳، ص ۳۱۸، نور الثقلین ج ۵، ص ۳۱۷، کافی ج ۱، ص ۱۹۶، اثبات الهداة ج ۲، ص ۹

[160] بصائر الدرجات ج ۱، ص ۴۸۷، کمال الدین ج ۱، ص ۲۲۱، اثبات الهداة ج ۱، ص ۱۳۳، بحار الانوار ج ۲۳، ص ۳۰۷، تفسیر کنز الدقائق ج ۱۳، ص ۲۳۱

لم تخلوا یا لم تخل الارض منذ کانت من حجتہ عالم اور بعض جگہ لن تخلوا الارض۔

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں اس آیت سے مراد یہ ہے کہ جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا تو پروردگار عالم کے دین کے علاوہ کوئی دین باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالی کی عبادت کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں ہوگی اور امام نے فرمایا: وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔"[91]

[91] تفسیر قمی ج ۲، ص ۳۶۵، تفسیر نور الثقلین ج ۵، ص ۳۱۷، من ہدیٰ القرآن ج ۱۵، ص ۳۵۳

سورہ ملک: آیت ۳۰

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ۔

کہہ دیجئے: بتاؤ اگر تمہارا پانی زمین میں جذب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے آب رواں لے آئے۔

انسانی معاشرے کی حیات کا سبب ظاہر میں پانی ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو انسان کی موت واقع ہو جائے۔ اور پروردگار عالم سورہ انبیاء آیت ۳۰ میں فرماتا ہے: و جعلنا من الماء کل شیء حی اور ہم نے تمام جاندار چیزوں کو پانی سے بنایا ہے۔ ظاہری حیات کا سبب پانی اور باطنی لحاظ سے حیات کا سبب امام ہے۔ جو روایات اہل بیتؑ سے ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے اس آیت کی تفسیر میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور ان کے وسیع عالمی عدل کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ آخری امام مہدیؑ کے حق میں نازل ہوئی پھر آپ نے فرمایا:

ان أصبح امامکم غائبا عنکم لاتدرون این هو۔

اگر تمہارا امام غائب ہو جائیں اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہیں!

تو پھر کون تمہارے لیے امام کو بھیجے گا جو آسمانوں اور زمین کی خبریں اور خدا کے حلال و حرام کو تمہارے لئے بیان کرے پھر فرمایا: خدا کی قسم اس آیت کی تاویل ابھی تک سامنے نہیں آئی اور بالآخر آکر رہے گی۔"[92]

امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

قَالَ إِنْ غَابَ عنکم إِمَامُكُم فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِإِمَامٍ جَدِيدٍ۔

[92] تفسیر نمونہ ج ۲۴، ص ۳۵۹، تفسیر نور الثقلین ج ۵، ص ۳۸۷، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۵۲

جس وقت تمہارا امام تم سے غائب ہو جائے تو خدا کے علاوہ کون ہے جو تمہارے لئے جدید امام کو لائے؟[۱۶۳]

علی بن جعفر کہتے ہیں میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ سے عرض کیا: اس آیت قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ کی تاویل کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

إذا فقدتم إمامكم فلم تروه فماذا تصنعون۔

جب تمہارا امام غائب ہو جائے اور تم مجھے نہ دیکھ سکو تو کیا کرو گے؟[۱۶۴]

عمار یاسر فرماتے ہیں کہ: رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

علی منی و أنا منه وإنه أبو سبطی و الأئمة بعدی منهم مهدی هذه الأمة إن الله عهد إلی أنه يخرج من صلب الحسين تسعة تاسعهم يغيب عنهم طويلا يرجع عنه قوم ويثبت عليه آخرون و ذلك قوله تعالى قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ فإذا كان آخر الزمان يخرج فيملأ الأرض قسطا وعدلا يا عمار سيكون بعدی فتنة فاتبع عليا إنه مع الحق و الحق معه۔

علی مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے اور علی میرے دو فرزندان کے والد ہیں اور جو ائمہ میرے بعد ہوں گے ان میں مہدیؑ جو اس آیت میں سے ہیں بے شک اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ حسینؑ کی صلب سے نویں ہوں گے اور اس نویں کی غیبت طولانی ہوگی ایک قوم کی نظروں سے غائب ہوں گے اور دوسرے لوگوں پر ظاہر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ۔ جب آخری زمانہ ہوگا تو وہ ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اے عمار! میرے بعد فتنہ برپا ہوگا بس اس وقت تم علیؑ کی اتباع کرنا کیونکہ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔[۱۶۵]

---

[۱۶۳] کمال الدین ج ۲، ص ۳۵۱، کافی ج ۱، ص ۳۳۹، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۱۰۰، تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۶۸۳، مسائل علی بن جعفر ص ۳۲۷

[۱۶۴] کمال الدین ج ۲ ص ۳۶۰، الامامۃ و التبصرۃ، ص ۱۲۵، الغیبۃ طوسی، ص ۱۶۰، تفسیر صافی ج ۵، ص ۲۰۶، البرہان ج ۵، ص ۴۴۹

[۱۶۵] الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم ج ۲، ص ۱۱۸

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ستكون من بعدی فتنة فالزموا علی بن أبی طالب فإنه أول من يرانی و أول من يصافحنی يوم القيامة و هو الصديق الأكبر و هو فاروق هذه الأمة يفرق بين الحق والباطل و هو يعسوب المؤمنين و المال يعسوب المنافقين۔[۱۶۶]

عنقریب میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہوگا اس وقت تم پر ضروری ہے کہ علیؑ کی پیروی کرو کیونکہ پہلا شخص جو روز قیامت مجھے دیکھے گا اور مجھ سے مصافحہ کرے گا وہ علیؑ ہیں، وہ (علیؑ) صدیق اکبر اور اس امت کے فاروق ہیں جو حق کو باطل سے جدا کریں گے، وہ مومنین کے سردار ہیں اور مال منافقین کا سردار ہے۔

---

[۱۶۶] بحار الانوار، ج ۳۸، ص ۲۱۷

سورہ معارج: آیت ۲۶

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ۔

اور جو روز جزاء کی تصدیق کرتے ہیں۔

نماز گزاروں کی جہاں پروردگار عالم نے اور نشانیوں کا ذکر کیا ہے اس میں سے ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ روز جزاء کی تصدیق کرتے ہیں۔ صیغہ یصدقون فعل مضارع استعمال ہوتا ہے جو اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ ہمیشہ یہ لوگ حساب کتاب اور روز جزا کی طرف متوجہ ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے وظائف کو انجام دیتے ہیں اور محرمات کو ترک کرتے ہیں۔ یہ نمازی یقینا جب روز جزاء پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کو علم ہے کہ ان کے وظائف میں سے ہے کہ امام زمانہؑ کے فرج کے لیے دعا کریں تاکہ انہیں جلد از جلد اذن ظہور ملے اور زمین کو عدل وانصاف سے آکر پر کر دیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت "والذین یصدقون بیوم الدین" کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بخروج القائم علیہ السلام" یعنی امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کی یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں۔[167]

[167] البرھان ج ۵، ص ۴۹۱، کنزالدقائق ج ۱۳، ص ۴۴۳، کافی ج ۸، ص ۲۸۷، الوافی ج ۲۶، ص ۴۴۰

سورہ معارج: آیت ۴۴

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ۔

ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوگی اور یہی وہ دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

دنیا جو دار تکلیف ہے ان لوگوں کو وعدہ کیا گیا تھا لیکن لوگوں کو یقین نہیں تھا اور اس کا انکار کرتے تھے۔ جب یقینا روز موعود ہوگا جس کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم اچھے یہ مومنین برے ہیں یا ہماری مالی وضیعت ان سے بہتر ہے لیکن جب امام زمانہؑ ظہور فرمائیں گے اور قیامت کا بھی دن ہوگا اس وقت یہ لوگ نگاہیں نیچے کیے ہوئے اور ذلت کا لباس پہنے ہوئے کھڑے ہوں گے لیکن اب کیا فائدہ اس ندامت وپشیمانی کا۔ اس لیے ضروری ہے کہ جو احادیث ہم تک محمد وآل محمدؐ سے قرآن کی آیات کی تاویلات میں پہنچی ہیں ان کا مطالعہ کریں اور اس پر عقیدہ رکھیں اور ان پر عمل کریں۔ اس لیے اس آیت کے ذیل میں امام باقرؑ فرماتے ہیں:

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ، قال: «یعنی یوم خروج القائم (علیہ السلام)». یہاں وعدے سے مراد ظہور قائمؑ کا دن مراد ہے۔[168]

[168] البرھان ج ۵، ص ۴۹۳، تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۷۰۱، الزام الناصب ج ۱، ص ۹۷، بحار الانوار ج ۵۳، ص ۱۲۰

سورہ جن: آیت ۲۴

حَتّٰی إِذَا رَأَوْا مَا یُوعَدُونَ فَسَیَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا۔

یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے عذاب کو دیکھ لیا جس کا وعدہ کیا گیا تھا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور کس کی تعداد کم تر ہے۔

کفار و مشرکین جو مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان کو کمزور شمار کرتے ہیں لیکن جب خدا کا وعدہ جو پورا ہو کر رہے گا اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو پھر ان کو پتہ چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور کس کی تعداد کمتر ہے۔ اگر آیت کے معنی کو وسیع لیں تو جنگ بدر کے علاوہ بھی کافی روایات بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے ظہور کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اگرچہ تعداد میں امام کے انصار ۳۱۳ ہی ہیں اور دشمن کے لشکر ہزاروں کی تعداد میں ہے لیکن کامیابی و کامرانی امامؑ اور ان کے لشکر کو ہی ہوگی اور یہ خدا کا وعدہ ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا:

بذلك القايم و انصاره۔

اس سے امام زمانہؑ اور ان کے انصار مراد ہیں۔[169]

علی بن ابراہیم قمی سے ابن تفسیر میں اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ:

حَتّٰی إِذَا رَأَوْا مَا یُوعَدُونَ سے مراد حضرت قائمؑ اور حضرت علیؑ کا رجعت میں دیدار۔[170]

[169] البرھان ج۵، ص۵۰۸، صافی ج۵، ص۲۳۸، نور الثقلین ج۵، ص۴۴۱، کافی ج۱، ص۴۳۴

[170] نور الثقلین ج۵، ص۴۴۱، تفسیر قمی ج۲، ص۳۹۱

سورہ جن: آیت ۲۶

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَدًا۔

وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پروردگار عالم غیب کا جاننے والا ہے بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کا جاننے والا پروردگار عالم ہے اور وہ علیم بذات صدور بھی ہے۔ اس ذات واجب الوجود نے اس آیت کے فوراً بعد ایک استثناء ذکر کیا ہے کہ غیب کا علم خدا کے علاوہ اس کے رسول ﷺ کے پاس بھی ہے جسے اس نے برگزیدہ کیا ہے۔ یعنی غیب کا علم خدا کے علاوہ اس کے رسول ﷺ کے پاس موجود ہے اور اسی طرح کافی روایات موجود ہیں کہ غیب کا علم اللہ، و رسول ﷺ و اہل بیت علیہم السلام کے پاس ہے۔

ہمارا موضوع امام زمانہؑ کے متعلق ہے اس لیے اس بحث میں داخل نہیں ہونا چاہتے کہ غیب کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں اس میں تو کوئی شک نہیں پروردگار عالم، غیب کا جاننے والا ہے اور اس آیت کے فوراً بعد إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُولٍ بتا رہا ہے کہ رسول بھی غیب کا علم رکھتے ہیں اور ابھی ہم ذیل میں اس روایت کو بھی ذکر کریں کہ جس سے پتہ چل جائے گا کہ رسول کے پاس غیب کا علم ہے۔ اس آیت کے ذیل میں علی بن ابراہیم قمی نے روایت کی ہے کہ پروردگار عالم نے رسول اکرم ﷺ کو بما كان قبله من الأخبار، و مایکون بعده من أخبار القائم (علیه السلام) و الرجعة و القیامہ ان سے پہلے پیش آنے والے واقعات اور ان کے بعد پیش آنے والے واقعات جیسے حضرت قائمؑ (کا ظہور و غیبت)، رجعت اور قیامت کے بارے میں آگاہ کر دیا۔[171]

[171] تفسیر قمی ج۲، ص۳۹۱، البرھان ج۵، ص۵۱۳، الزام الناصب ج۲، ص۲۹۳، بحار الانوار ج۵۳، ص۵۸، تفسیر کنز الدقائق ج۱۳، ص۴۹۳

کتاب خرائج میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: فَرَسُولُ اللهِ عِنْدَ اللهِ مُرْتَضَى وَ نَحْنُ وَرَثَةُ ذٰلِكَ الرَّسُولِ الَّذِي أَطْلَعَهُ اللهُ عَلَىٰ مَا يَشَاءُ مِنْ غَيْبِهِ فَعَلَّمَنَا مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[۱۴۱]

رسول اللہ کے نزدیک مرتضیٰ ہیں اور ہم رسول ﷺ کے وارث ہیں۔ جن کو اللہ تعالی نے غیب کے بارے میں مطلع کیا پس ہم نے ماکان گزشتہ و مایکون الی یوم القیامۃ۔ آئندہ آنے والے قیامت تک کے بارے میں ہر چیز کے بارے میں جان لیا ہے۔

یقیناً آنے والے امام مہدیؑ کی غیبت اور ظہور کے بارے میں رجعت ائمہ علیہم السلام کے بارے میں علم ہے گویا ان کو غیب کے بارے میں علم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اصالتاً عالم غیب پروردگار عالم ہے۔ اب اس کی مرضی جس کو چاہے عطا کر دے یا تعلیم دے دے۔ جس طرح سے قرآن میں خدا کہتا ہے: سورہ زمر آیت ۴۲ میں خدا روح قبض کرتا ہے اور دوسری جگہ سورہ سجدہ آیت ۱۱ میں ملائکہ روح قبض کرتے ہیں اور تیسری جگہ سورہ انعام آیت ۶۱ میں ہے کہ خدا کے بھیجے ہوئے نمائندے روح قبض کرتے ہیں۔ پس پتہ چلتا ہے کہ اصالتاً روح خدا قبض کرتا ہے پھر وہ جس کو چاہے اس کام پہ مامور کر دیتا ہے۔ اسی طرح غیب کا علم خدا کے پاس ہے اور جسے چاہتا ہے غیب کا عالم بنا دیتا ہے۔

---

[۱۴۱] تفسیر صافی، ج ۵، ص ۲۳۸، اثبات الھداۃ، ج ۳، ص ۳۶۱، مرآۃ العقول، ج ۹، ص ۲۸۳، بحار الانوار، ج ۶۳، ص ۲۸۱، ریاض الابرار، ج ۲، ص ۳۴۸

سورہ مدثر: آیت ۸

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ۔

پھر جب صور پھونکا جائے گا۔

یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ جب مردوں کو زندہ کرنے کے لیے قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا اور لوگوں کو حساب و کتاب کے لیے حاضر کیا جائے گا۔ یقیناً وہ وقت بہت سخت ہو گا جب انسان کے اعمال کی برسی و چھان بین ہو رہی ہو گی۔ جب ہاتھ پیر گواہی دے رہے ہوں گے اس نے کیا کیا۔ یقیناً ہمارا ہر اعضاء یہ گواہی دے گا کہ ہم نے آخری حجت کا انتظار کیا۔ روایت میں ہے کہ:

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ مِنَّا إِمَامًا مُسْتَتِرًا فَإِذَا أَرَادَ اللهُ إِظْهَارَ أَمْرِهِ نَكَتَ فِي قَلْبِهِ فَظَهَرَ فَقَامَ بِأَمْرِ اللهِ.

بے شک ہم اہل بیتؑ میں سے ایک امام غائب ہو جائے گا اور جب اللہ تعالی انہیں ظاہر کرنا چاہے گا تو ان کے دل میں ایک علامت پیدا کر دے گا تو اس وقت وہ امر الٰہی سے ظہور فرمائیں گے اور قیام کریں گے[۱۴۲]

جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اس فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

النّاقور هو النّداء من السّماء: ألا إنّ وليّكم فلان بن فلان القائم بالحقّ. ينادي به جبرئيل في ثلاث ساعات من ذلك اليوم[۱۴۳]

---

[۱۴۲] البرھان ج ۵ ص ۵۲۵، کنز الدقائق ج ۱۴، ص ۱۶، مجمع البحرین ج ۶، ص ۱۵۰، الغیبۃ نعمانی ص ۱۸۷، کمال الدین ج ۲، ص ۳۴۹، الغیبۃ طوسی ص ۱۶۴، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۱۹، بحار الانوار ج ۲، ص ۷۱، ج ۵۱، ص ۵۸، ج ۵۲، ص ۲۸۴

[۱۴۳] تاویل الدیات الظاہرۃ ص ۷۰۸، تفسیر کنز الدقائق ج ۱۴، ص ۱۷

وہ ندائے آسمانی ہے کہ آگاہ ہو جاؤ بے شک تمہارا ولی فلاں بن فلاں قائم بالحق ہیں اس دن تین گھنٹہ جبرائیل نداء دیں گے (فلاں بن فلاں قائم بالحق تمہارے ولی ہیں)

راوی ایک اور روایت اس بارے میں چھٹے امام علیہ السلام سے نقل کرتا ہے آپ نے فرمایا:

إذا نقر في أذن القائم (عليه السلام) أذن له في القيام۔

جب بھی قائم کے کان میں صور پھونکی جائے گی تو ان کا قیام متحقق ہو جائے گا۔[۱۷۵]

[۱۷۵] تاویل الآیات الظاہرۃ، ص ۷۰۸، البرہان ج ۵، ص ۵۲۵

سورہ مدثر: آیت ۳۴

وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ۔

اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہو جاتی ہے۔

المراد بالصبح القائم

صبح القائم سے مراد امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔[۱۷۶]

[۱۷۶] الزام الناصب ج ۱، ص ۹۸

سورہ مدثر: آیات ۴۶، ۴۷

وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ـ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ـ

اور ہم روز جزا کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت، حساب و کتاب کا انکار کرنا تمام الٰہی اہمیتوں و اخلاقی دستورات کو متزلزل کر دیتا ہے اور انسان کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔ یقیناً جب کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نہ کوئی قیامت کا دن ہے اور نہ کوئی حساب و کتاب تو انسان تو یہی سوچے گا کہ بس یہ دنیا جو چند روز کی ہے مزے کر لو پھر تو مٹی میں مل جانا ہے۔ جب قیامت کا انکار کر رہا ہے تو گویا ظہور امام مہدی علیہ السلام کا بھی انکار کر رہا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فَذَاكَ يَوْمُ الْقَائِمِ ع وَ هُوَ يَوْمُ الدِّينِ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ أَيَّامُ الْقَائِمِ ـ

اس سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کا دن ہے اور وہ وہی روز جزاء ہے "حتیٰ اتانا الیقین" سے مراد حضرت مہدیؑ کے ظہور کے ایام ہیں۔[177]

جیسے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ قال يعني يوم الدين خروج القائم ـ

یوم الدین سے مراد امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا دن ہے۔[178]

[177] تفسیر فرات کوفی، ص ۵۱۳، اثبات الھداۃ ج ۵ ص ۱۹۳، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۶۱

[178] تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۷۱۲، حلیۃ الابرار ج ۶، ص ۴۰۶، الزام الناصب ج ۱، ص ۹۹

سورہ نبا: آیت ۱۸

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ـ

جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ گروہ در گروہ نکل آؤ گے۔

اس میں کوئی شک نہیں جب سب کو موت آجائے گی تو اللہ تعالیٰ مردوں کو حیات جدید و نو عطا فرمائے گا اور صور پھونکنے کے بعد گروہ در گروہ، فوج در فوج کی صورت میں لوگ اپنی اپنی نئی زندگی کے ساتھ محشور ہوں گے اور پھر حساب و کتاب کا مرحلہ ہوگا۔ اس لئے کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا:

الرَّجْعَةِ أَحَقٌّ هِيَ قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ مَنْ أَوَّلُ مَنْ يَخْرُجُ قَالَ الْحُسَيْنُ يَخْرُجُ عَلَىٰ أَثَرِ الْقَائِمِ ع قُلْتُ وَ مَعَهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ قَالَ لَا بَلْ كَمَا ذَكَرَ اللهُ تَعَالَىٰ فِي كِتَابِهِ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجاً قَوْمٌ بَعْدَ قَوْمٍ ـ

کیا رجعت حق ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: بالکل۔ سوال کیا گیا کہ: سب سے پہلے رجعت کرنے والا کون ہوگا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام جو حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام کے بعد سب سے پہلے رجعت کریں گے۔ پھر سوال کیا: کیا ان کے ساتھ تمام لوگ رجعت کریں گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ جیسا کہ قرآن نے کہا:

"یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا" فوج در فوج، گروہ در گروہ، ایک قوم کے بعد دوسری قوم۔[179]

[179] منتخب الانوار المضیئہ ص ۲۰۱، نوادر الاخبار ص ۲۸۶، الوافی ج ۲، ص ۳۶۷، بحار الانوار ج ۵۳، ص ۱۰۳، الزام الناصب ج ۲، ص ۳۰۰

سورہ تکویر: آیات ۱۵، ۱۶

فَلاَ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ۔

نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پس پردہ جانے والے ستاروں کی، جو روانی کے ساتھ چلتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ ستارے ایسے ہیں جو چھپ جاتے ہیں اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں ان کا وجود ہے لیکن ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہیں یہ آیات در حقیقت اپنے باطن سے امام غائب کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

ام ہانی کہتی ہیں: میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس فَلاَ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

«الخنس: إمام یخنس فی زمانه عند انقطاع من علمه عند الناس سنة ستین و مائتین، ثم یبدو کالشهاب الثاقب فی ظلمة اللیل، فإن أدرکت ذلك قرت عینك». [۱۸۰]

یہ وہ امام ہے جو اپنے پہچاننے والوں میں سے سن ۲۶۰ میں غائب ہو جائیں گے۔ پھر شب ظلمانی میں چمکتے ہوئے شہاب کی مانند ظاہر ہوں گے۔ پس اگر تم انہیں دیکھو گے تو تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

ام ہانی کہتی ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! قرآن کی ایک آیت میرے دل میں آئی جس نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ام ہانی! سوال کرو۔

ام ہانی کہتی ہیں میں نے پوچھا:

فَلاَ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ کی تفسیر بیان کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱۸۰] کافی ج ۱، ص ۳۴۱، کمال الدین ج ۱، ص ۳۲۵، الغیبة النعمانی، ص ۱۵۰، اثبات الہداۃ ج ۵، ص ۵۸، البرہان ج ۵، ص ۵۹۵

قَالَ نِعْمَ الْمَسْأَلَةُ سَأَلْتِنِي یَا أُمَّ هَانِئٍ۔

اے ام ہانی کتنا اچھا مسئلہ مجھ سے تم نے پوچھا ہے؟

هَذَا مَوْلُودٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ هُوَ الْمَهْدِيُّ مِنْ هَذِهِ الْعِتْرَةِ۔

آیت سے مراد ایک مولود ہے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور مہدی علیہ السلام اس امت کی عترت طاہرۃ ہیں۔ اس کے لئے غیبت ہوگی جس کی وجہ سے کچھ لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور کچھ لوگ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ خوش قسمت ہو تم اگر اسے درک کر لو اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو انہیں دیکھیں گے۔ [۱۸۱]

---

[۱۸۱] کمال الدین ج ۱، ص ۳۳۰، بحار الانوار ج ۵۱، ص ۱۳۷، نور الثقلین ج ۵، ص ۵۱۶، تفسیر الاصفی ج ۳، ص ۲۳۷، کنز الدقائق ج ۱۴، ص ۱۵۳

سورہ المطففین: آیت ۱۳

إذا تُتلیٰ عَلَیْہِ آیاتُنا قالَ أساطِیرُ الأوَّلین۔

جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو پرانے افسانے ہیں۔

یہ آیت منکرین قیامت کے بارے میں بیان کر رہی ہے کہ جب انہیں آیات الٰہی سنائی جاتی ہیں کہ قیامت آئے گی یہ حساب کتاب ہوگا جنت اور جہنم میں لوگ جائیں گے و۔۔۔ تو یہ لوگ اس کو افسانے اور بے ارزش و اہمیت کے طور پر سنتے ہیں اور خود کو ان سے الگ تھلگ قرار دیتے ہیں اور ان کا انکار کرتے ہیں۔ جیسے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس إذا تُتلیٰ عَلَیْہِ آیاتُنا قالَ أساطِیرُ الأوَّلین کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

قالَ یَعْنِی تَکْذِیبَهُمْ بِالْقائِمِ ع إذْ یَقُولُونَ لَهُ لَسْنا نَعْرِفُکَ وَ لَسْتَ مِنْ وُلْدِ فاطِمَةَ ع کَما قالَ الْمُشْرِکُونَ لِمُحَمَّدٍ ص۔

یعنی ان کا حضرت مہدی علیہ السلام کی تکذیب و انکار کرنا ہے کیونکہ وہ ان سے کہیں گے۔ ہم آپ علیہ السلام کو نہیں جانتے اور آپ اولاد فاطمہ میں سے نہیں ہیں۔ جس طرح مشرکین حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کہتے تھے۔[۱۸۲]

[۱۸۲] البرھان ج ۵، ص ۶۰۵، تاویل الآیات الظاہرۃ، ص ۷۳۸، القرآن و فضائل اہلبیت ص ۱۹۸، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۲۸۰، بعض کتب میں قائم آل محمد ذکر ہے الزام الناصب ج ۱، ص ۶۵ اور بحار ج ۵۱، ص ۶۱

سورہ انشقاق: آیت ۱۹

لَتَرْکَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَق۔

تمہیں مرحلہ بہ مرحلہ ضرور گزرنا ہے۔

یہ آیت انسان کے مختلف حالات کو بیان کر رہی ہے جو اسے اپنی زندگی گزارنے کے راستے میں پیش آئے گے۔ انسان مختلف مراحل سے گزر کر رتبہ اعلیٰ و مقام عالی تک پہنچے گا۔ انسان اس دنیا میں رنج و آلام یا آسائش و آرام سے گزر کر عالم برزخ میں جائے گا اور پھر وہاں سے قیامت کے منازل و حساب و کتاب کو طے کرتا ہوا اپنے مقام قرب الٰہی کی طرف منتہی ہوگا۔

حنان بن سدیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

إنَّ لِلْقائِمِ ع مِنّا غَیْبَةً یَطُولُ أَمَدُها فَقُلْتُ لَهُ وَ لِمَ ذاکَ یَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قالَ إنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ أبَیٰ إلّا أنْ یُجْرِیَ فِیهِ سُنَنَ الْأنْبِیاءِ عَنْ غَیْباتِهِمْ وَ إنَّهُ لا بُدَّ لَهُ یا سَدِیرُ مِنِ اسْتِیفاءِ مَدَدِ غَیْباتِهِمْ قالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ أیْ سَنَناً عَلیٰ سَنَنِ مَنْ کانَ قَبْلَکُمْ۔

ہمارے قائم علیہ السلام کے لئے غیبت واقع ہوگی جس کی مدت طولانی ہوگی میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے سدیر! خداوند عالم چاہتا ہے کہ وہ ان کے بارے میں انبیاء کی ایک سنت غیبت کو جاری کرے۔ اے سدیر! اس سے گریز ممکن نہیں اور یہ غیبت ان کی غیبتوں کی مدت کے برابر ہوگی۔ اللہ تعالی کا ارشاد لَتَرْکَبُنَّ طَبَقاً أیْ سَنَناً عَلیٰ سَنَنِ مَنْ کانَ قَبْلَکُمْ۔ یعنی تم سے پہلے والوں کی سنتیں تم میں جاری ہوں گی۔[۱۸۳]

[۱۸۳] علل الشرائع ج ۱، ص ۲۴۵، کمال الدین ج ۲، ص ۴۸۱، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۰۳، الزام الناصب ج ۱، ص ۹۹، بحار الانوار ج ۵۲، ص ۹۰، البرھان ج ۵، ص ۶۱۹

سورہ بروج: آیت ا

وَ السَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ۔

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

اللہ تعالی نے ایسے آسمان کی قسم کھائی ہے جو برسوں سے سجی ہوئی ہے اور خود بروج در حقیقت منازل رفیعہ وعالیہ ہے اور یہاں مراد سورج وچاند وستاروں کی منازل کو بیان کر رہا ہے اور وہ بارہ برج ہیں۔[۱۸۴]

اس آیت کی جو روایت میں تاویل کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے سنا انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِبَادَةٌ وَ ذِكْرِي عِبَادَةٌ وَ ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ وَ ذِكْرُ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ عِبَادَةٌ وَ الَّذِي بَعَثَنِي بِالنُّبُوَّةِ وَ جَعَلَنِي خَيْرَ الْبَرِيَّةِ إِنَّ وَصِيِّي لَأَفْضَلُ الْأَوْصِيَاءِ وَ إِنَّهُ لَحُجَّةُ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ وَ خَلِيفَتُهُ عَلَى خَلْقِهِ وَ مِنْ وُلْدِهِ الْأَئِمَّةُ الْهُدَاةُ بَعْدِي بِهِمْ يَحْبِسُ اللهُ الْعَذَابَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَ بِهِمْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَ بِهِمْ يُمْسِكُ الْجِبَالَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَ بِهِمْ يَسْقِي خَلْقَهُ الْغَيْثَ وَ بِهِمْ يُخْرِجُ النَّبَاتَ أُولَئِكَ أَوْلِيَاءُ اللهِ حَقّاً وَ خُلَفَائِي صِدْقاً عِدَّتُهُمْ عِدَّةُ الشُّهُورِ وَ هِيَ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً وَ عِدَّتُهُمْ عِدَّةُ نُقَبَاءِ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ ثُمَّ تَلَا ص هَذِهِ الْآيَةَ وَ السَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ثُمَّ قَالَ أَ تُقَدِّرُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ اللهَ يُقْسِمُ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَ يَعْنِي بِهِ السَّمَاءَ وَ بُرُوجَهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا ذَاكَ قَالَ أَمَّا السَّمَاءُ فَأَنَا وَ أَمَّا الْبُرُوجُ فَالْأَئِمَّةُ بَعْدِي أَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ وَ آخِرُهُمُ الْمَهْدِيُّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔[۱۸۵]

---

[۱۸۴] مجمع البیان ج ۱۰، ص ۷۰۸

[۱۸۵] اثبات الھداۃ ج ۲، ص ۲۱۷، اطیب البیان ج ۱۴، ص ۵۹، بحار الانوار ج ۳۶، ۳۷۰، البرھان ج ۵، ص ۶۲۲، الاختصاص ص ۲۲۴، مجمع البحرین ج ۲، ص ۲۷۷

اللہ کا ذکر عبادت ہے، میرا ذکر عبادت ہے اور اسی طرح علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اور خلائق میں بہترین قرار دیا ہے۔ میرا وصی، اوصیاء میں بہترین ہے۔ بے شک وہ بندگان خدا پر اس کی حجت ہے اور اس پر اس کا خلیفہ ہے۔ میرے بعد آنے والے ائمہ اس کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالی نے انہی کی وجہ سے عذاب کو اہل زمین سے روکا ہوا ہے۔ ان ہی کے وجود کے سبب اللہ تعالی نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے۔ انہی کے باعث پہاڑوں کو روکا ہوا ہے تاکہ مضطرب و پریشان نہ ہوں۔ انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے تاکہ خلائق کو سیراب کیا جائے۔ انہی کے وسیلہ سے سبزہ پیدا ہوتا ہے۔ بے شک یہی اولیاء الٰہی اور میرے جانشین ہیں۔ ان کی تعداد مہینوں کے برابر ہے یعنی بارہ ہے اور وہ نقبائے حضرت موسیٰؑ کی تعداد کے برابر یعنی بارہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: "والسماء ذات البروج۔"

پھر فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اللہ تعالی نے اس برجوں والے آسمان کی قسم کھائی ہے اور مراد یہی آسمان اور اس کے بروج ہیں؟

میں نے عرض کیا: پھر کیا مراد ہے رسول خدا ﷺ؟ آپ نے فرمایا:

یاد رکھو آسمان میں ہوں اور بروج میرے بعد آنے والے ائمہؑ ہیں۔ جن میں پہلے علیؑ اور آخری مہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

سورہ طارق: آیات ۱۵، ۱۶، ۱۷

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْداً - وَأَكِيدُ كَيْداً - فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْداً -

بے شک یہ لوگ اپنی چال چل رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں بس کفار کو مہلت دیں اور کچھ دیر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔

دشمنان اسلام نے بھیس بدل بدل کر کوشش کی کہ نور الٰہی کو خاموش کر دیں اور مختلف طریقوں سے سازش کرتے رہے یہ بھی اپنی چال چل رہے تھے اور پروردگار عالم بھی اپنی تدبیر کے ساتھ ایک ارادہ کیے ہوئے تھا اور وہ یہ تھا کہ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا، اور خدا نے دشمنوں کو مہلت دی ہے تا کہ ان کے لئے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے اس لئے خالق اکبر اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ: إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْداً - وَأَكِيدُ كَيْداً - فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْداً - لَوْ بُعِثَ الْقَائِمُ ع فَيَنْتَقِمُ لِي مِنَ الْجَبَّارِينَ وَالطَّوَاغِيتِ مِنْ قُرَيْشٍ وَبَنِي أُمَيَّةَ وَسَائِرِ النَّاسِ -

اے محمدؐ! انہوں نے اپنی چال چلی ہے اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں پس کفار کو مہلت دیں حضرت قائمؑ کے ظہور تک۔ اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے سے ان ستمگروں، جابروں، ظالموں، بنی امیہ اور تمام دشمنوں سے انتقام لے گا۔[۱۸۶]

[۱۸۶] البرھان ج۵، ص ۶۳۲، تفسیر قمی ج۲، ص ۴۱۶، بحار ج ۵۱، ص ۴۹، الزام الناصب ج۱، ص ۱۰۰

سورہ فجر: آیات ۱ تا ۴

وَالْفَجْرِ - وَلَيَالٍ عَشْرٍ - وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ - وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ -

قسم ہے فجر کی اور اس کی ان راتوں کی اور جفت وطاق کی اور رات کی جانب جانے لگے۔

اس سورہ کے آغاز میں فجر کی قسم کھائی ہے۔ فجر اصل میں وسیع شگاف کے معنی میں ہے جو کہ صبح کا نور شب کی تاریکی میں شگاف ڈال دیتا ہے لہٰذا اسے فجر کہا گیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ فجر کی دو قسمیں ہیں ایک فجر کاذب اور دوسرا فجر صادق۔ فجر کاذب طولانی سفیدی ہے جو آسمان میں ظاہر ہوتی ہے اور فجر صادق ابتداہی سے افق میں وسعت پیدا کرتی ہے۔ اس میں نورانیت اور صاف قسم کی شفافیت ہوتی ہے۔ وہ آب زلال کی نہر کی مانند افق مشرق کو گھیر لیتی ہے۔ اس کے بعد پورے آسمان میں پھیل جاتی ہے۔ فجر صادق رات کے ختم ہونے اور ان کے آغاز کا اعلان ہے۔

فجر انسانوں اور تمام زمینی موجودات کے لئے نور کی حاکیت کے آغاز اور ظلمت کے ختم ہونے کا نقطہ آغاز ہے۔ چھٹے امام فرماتے ہیں:

وَالْفَجْرِ هُوَ الْقَائِمُ وَاللَّيَالِي الْعَشْرُ الْأَئِمَّةُ ع مِنَ الْحَسَنِ إِلَى الْحَسَنِ وَالشَّفْعِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَفَاطِمَةُ ع وَالْوَتْرِ هُوَ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هِيَ دَوْلَةُ حَبْتَرٍ فَهِيَ تَسْرِي إِلَى قِيَامِ الْقَائِمِ ع -

فجر سے مراد حضرت قائم آل محمد علیہ السلام مراد ہیں اور دس راتوں سے مراد ائمہ طاہرین علیہم السلام امام حسن علیہ السلام سے امام حسن عسکریؑ تک مراد ہیں اور شفع سے امیر المومنین علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا مراد ہیں اور الوتر سے مراد پروردگار عالم، خدائے یکتا کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور "واللیل اذا یسر" حکومت جبتر ہے جو قیام قائمؑ تک جاری رہے گی۔[۱۸۷]

[۱۸۷] البرھان فی تفسیر القرآن ج۵، ص ۶۵۰، تاویل الآیات الظاہرہ ص ۷۶۶، کنز الدقائق ج۱۴، ص ۲۶۷، بحار الانوار ج۲۴، ص ۷۸

سورہ شمس: آیات ۱ تا ۳

وَالشَّمْسِ وَضُحاها۔ وَالْقَمَرِ اِذا تَلاها۔ وَالنَّهارِ اِذا جَلّاها۔

قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے اور ان کی جب وہ آفتاب کو روشن کر دے۔

اس سورہ میں پروردگار عالم نے پے در پے گیارہ قسمیں کھائی ہیں یہ اس بات کی طرف نشاندہی کر رہی ہے کہ یہاں کوئی بہت ہی اہم مطلب کو بیان کرنا چاہتا ہے وہ ایسا مطلب ہے جو سرنوشت ساز اور حیات بخش ہے۔ قسموں کے بعد فرماتا ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ نجات پائے گا۔

"قد افلح من زکیٰها" پس کامیابی اور نجات اس شخص کے لیے ہے جو اپنے نفس کی تربیت اور نشو ونما کرے اور اسے شیطانی اخلاق وعادات، گناہوں سے محفوظ رکھے۔ پس اگر انسان نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا تو کامیاب و کامران ہے اور یہ کامیابی ہمیں انبیاء اور اوصیاء کے سایہ میں ہی نصیب ہوگی۔ فضیل بن عباس امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

وَالشَّمْسِ وَضُحاها اَلشَّمْسُ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع وَضُحَاهَا قِيَامُ الْقَائِمِ ع وَالْقَمَرِ اِذا تَلاها اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ع وَالنَّهارِ اِذا جَلّاها هُوَ قِيَامُ الْقَائِمِ ع۔

"شمس" سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں اور "ضحاھا" سے مراد قیام قائم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ طٰہٰ آیت ۵۹[188] میں فرماتا ہے: دن چڑھے لوگ جمع کئے جائیں گے "والقمر اذا تلاھا" قمر سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور "والنھار اذا جلاھا" سے مراد قیام قائم ہے۔[189] حارث اعور نے حضرت امام حسینؑ سے اس آیت "والشمس وضحاھا" کی تفسیر پوچھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے حارث! اس

[188] سورۃ طٰہٰ: آیت ۵۹

[189] البرھان ج ۵، ص ۶۷۲، اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۹۲، الزام الناصب ج ۱، ص ۱۰۱، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۷۲

سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور "والقمر اذا تلاھا" سے مراد حضرت امیر المومنینؑ ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہیں اور "والنھار اذا جلاھا" سے مراد قائم آل محمدؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔[190]

[190] تفسیر فرات کوفی ص ۵۶۳، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۷۹، جلد الزام الناصب ج ۲، ص ۲۸۲

سورہ لیل: آیت ۲

وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى۔

اور قسم ہے دن کی جب وہ چمک اٹھے۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا "والنھار اذا تجلی" کا مطلب کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

والنھار! ھو القائم منا اھل البیتؑ اذا قام غام غلبت دولة الباطل۔

"نہار" سے ہم اہل بیتؑ میں سے قائم آل محمدؑ مراد ہیں جب وہ قیام کریں گے تو تمام باطل حکومتوں پر غالب آجائیں گے۔[۱۹۱]

جابر بن یزید امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے "واللیل اذا یغشی" کے بارے میں فرمایا:

دولة إبلیس لعنه الله إلى یوم القیامة، و ھو یوم قیام القائم (علیه السلام) وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، و ھو القائم (علیه السلام) إذا قام۔

اس سے مراد قیامت تک ابلیس لعنت اللہ کی حکومت ہے اور قیام قائم کا دن ہوگا۔ اور "والنھار اذا تجلی" سے مراد وہ قائم ہے جب وہ قیام کریں گے۔ یا وہ قائم کے قیام کا دن ہے۔[۱۹۲]

---

[۱۹۱] البرھان ج۵، ص ۶۷۷، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۷۲، ج ۵۱ ص ۴۹، تفسیر صافی ج ۵، ص ۳۳۶، کنز الدقائق ج ۱۴، ص ۳۰۲

[۱۹۲] اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۹۳، الزام الناصب ج ۱، ص ۱۰۲، حلیۃ الابرار ج ۶، ص ۳۰۷، تاویل الآیات الظاہرۃ ص ۷۸۱، البرھان ج ۵، ص ۶۷۹

سورہ قدر: آیت ۵

سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

یہ سورہ قدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں پر حجت و دلیل ہے کیونکہ اس سورہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ملائکہ شب قدر میں حکم الہی سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال ماہ رمضان آئے گا تو شب قدر بھی آئے گی اور جب شب قدر آئے گی تو ملائکہ بھی ضرور حکم الہی لے کر نازل ہوں گے۔ تو اب ہم سوال کریں گے کہ وہ کون سا وجود ہے یا وہ کون سی ہستی ہے جس پر ملائکہ رسولؐ کے بعد حکم الہی لے کر نازل ہوں گے یقیناً ان کے پاس کوئی ایسا موجود نہیں جس کے پاس ملائکہ وحی لے کر نازل ہوں۔ لیکن ہم شیعیان حیدر کرار علیہ السلام کے پاس ابھی بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کا فرزند زندہ جاوید ہے جس پر ملائکہ شب قدر میں حکم الہی لے کر نازل ہوتے ہیں۔

ابو یحیی صنعانی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت علیؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" اس وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ موجود تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: اے بابا! لگتا ہے آپ اس کی تلاوت سے خاص شیرینی ولذت کو محسوس کر رہے ہیں۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند رسول، اے میرے لعل! میں اس آیت کے بارے میں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم ﷺ نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور مجھے یہ آیت سنائی پھر انہوں نے میرے دائیں شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اے میرے بھائی، وصی اور میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ اور روز قیامت تک دشمنوں سے مقابلہ کرنے والے! یہ سورہ میرے بعد تمہارے اور تمہاری اولاد کے بارے میں ہے۔ میرے بھائی! جبرائیل علیہ السلام نے قیامت تک ہونے والے واقعات مجھ سے

نقل کئے ہیں اور وہ تمہیں بھی اس طرح بیان کریں گے جس طرح انہوں نے نبوت کے زمانے میں مجھے نقل کئے ہیں اور اس سورہ میں "حتّٰی مطلع الفجر" سے مراد تمہارے لیے اور تمہارے اوصیاء کے فجر قائم تک نور ساطع ہوتا رہے گا۔[۱۹۳]

زرارہ نے حمران سے نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے شب قدر میں معین و مشخص ہونے والی تقدیرات کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: قدرت خدا نا قابل توصیف ہے۔۔۔"حتّٰی مطلع الفجر" یعنی یہاں تک کہ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام قیام کریں۔[۱۹۴]

[۱۹۳] الزام الناصب ج ۱، ص ۱۰۳، البرہان ج ۵، ص ۷۱۳، بحار الانوار ج ۲۵، ص ۷۱

[۱۹۴] قرات کوفی ص ۵۸۱، الزام الناصب ج ۱، ص ۱۰۳، البرہان ج ۵، ص ۷۱۴، بحار الانوار ج ۲۵، ص ۹۷، کنز الدقائق ج ۱۴، ص ۳۷۶

سورہ بینہ: آیت ۵

وَ ما أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفاءَ وَ يُقيمُوا الصَّلاةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكاةَ وَ ذلِكَ دينُ الْقَيِّمَةِ۔

یہی مستحکم (سچا) دین ہے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین، دین اسلام ہے اور جو بھی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور لے کر آئے گا اس سے وہ دین کبھی قبول نہیں کیا جائے گا، اور دین اسلام بھی وہ دین اسلام جس میں ولایت اہل بیتؑ ہو ورنہ وہ دین اسلام در حقیقت مستحکم و سچا دین نہیں ہے کیونکہ دین اسلام کی تکمیل ہی ولایت علیؑ کی وجہ سے ہوئی ہے۔

ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے اس "ذلك دين القيمة" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"انما هو ذلك دين القائم" یہ وہی دین قائم ہی ہے۔[۱۹۵]

[۱۹۵] تاویل الآیات الظاهرة ص ۸۰۱، کنز الدقائق ج ۱۴، ص ۳۸۳، الزام الناصب ج ۱، ص ۱۰۳، بحار الانوار ج ۲۳، ص ۳۷۰

سورہ عصر: آیت ۱

وَالْعَصْرِ۔

قسم ہے زمانہ کی۔

ہر زمانہ گواہی دے رہا ہے انسان خسارے میں ہے۔ انسان اس خسارے اور نقصان سے اسی وقت بچ سکتا ہے جب یہ زمانہ صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے ہاتھوں میں آجائے گا۔ یقیناً جب وقت و زمانے کا امام، زمانے کو چلائے گا تو اس وقت عدل و انصاف قائم ہوگا اور دنیا والے خسارے سے محفوظ رہیں گے۔

مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "العصر عصر خروج القائم۔ قائم کے خروج کا زمانہ مراد ہے۔

"ان الانسان لفی خسر" یعنی ہمارے دشمن خسارے میں ہیں۔

"الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات" سوائے ان لوگوں کے جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

"و عملو الاصالحات" یعنی بھائیوں کے ساتھ مواسات و بھلائی کرتے ہیں۔

"و توصو بالحق" یعنی ایک دوسرے کو امامت کی تاکید کرتے ہیں۔

"و تواصوا بالصبر" یعنی ایک دوسرے کو فترت (غیبت) میں صبر کی تلقین کرتے ہیں۔[۱۹۲]

تمت بالخیر

الحمد للہ یہ کتاب ۸ شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ۔ق بروز ہفتہ ۱۲ مارچ ۲۰۲۲ کو اتمام ہوئی۔
العبد الفقیر سید علی افضل زیدی قمی

---

[۱۹۲] اثبات الھداۃ ج ۵، ص ۱۰۹، الزام الناصب ج ۱، ص ۱۰۳، بحار الانوار ج ۲۴، ص ۲۱۴، البرھان ج ۵، ص ۷۵۲، تفسیر صافی ج ۵، ص ۳۷۲، تفسیر نور الثقلین ج ۵، ص ۶۶۶

منابع و مآخذ

۱. التوحید: شیخ صدوق
۲. اثبات الھداۃ: شیخ حر عاملی
۳. احتجاج: علامہ طبرسی
۴. الاختصاص: شیخ مفید
۵. الارشاد: شیخ مفید
۶. الاصفی فی تفسیر القرآن: ملا فیض کاشانی
۷. اطیب البیان: سید عبدالحسین طیب
۸. اعلام الوری: فضل بن حسن طبرسی
۹. اکمال الدین و تمام النعمۃ: شیخ صدوق
۱۰. امالی صدوق: شیخ صدوق
۱۱. امام مہدیؑ از ولادت تا ظہور: سید کاظم قزوینی
۱۲. الامامۃ والتبصرۃ: ابن بابویہ
۱۳. الامثل فی تفسیر الکتاب اللہ المنزل: آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی
۱۴. الایقاظ: حر عاملی
۱۵. بحار الانوار: علامہ مجلسی
۱۶. البرہان فی تفسیر القرآن: سید ہاشم بحرانی
۱۷. بصائر الدرجات: محمد بن حسن صفار
۱۸. تاویل الآیات الظاہرۃ: سید شرف الدین استر آبادی
۱۹. تحف العقول: ابو محمد بن علی حرانی

۲۰. تفسیر نمونہ: آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی
۲۱. تفسیر اثناعشری: حسینی شاہ عبدالعظیمی
۲۲. تفسیر احسن الحدیث: سید علی اکبر قرشی
۲۳. تفسیر آسان: محمد جواد نجفی
۲۴. تفسیر الصافی: ملا فیض کاشانی
۲۵. تفسیر الصراط المستقیم: حسین بروجردی
۲۶. تفسیر العیاشی: محمد بن مسعود عیاشی
۲۷. تفسیر القرآن الکریم (الثمالی): ابو حمزہ ثمالی
۲۸. تفسیر ام الکتاب: سید حسن طباطبائی
۲۹. تفسیر اہل بیت: گروہ محققین
۳۰. تفسیر جوامع الجامع: فضل بن حسن طبرسی
۳۱. تفسیر شریف لاہیجی: محمد بن علی شریف لاہیجی
۳۲. تفسیر فرات کوفی: فرات بن ابراہیم کوفی
۳۳. تفسیر قرطبی: محمد بن احمد قرطبی
۳۴. تفسیر قمی: علی بن ابراہیم قمی
۳۵. تفسیر کنز الدقائق: میرزا محمد قمی مشہدی
۳۶. تفسیر نمونہ: آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی
۳۷. تفسیر نور الثقلین: عبد علی بن جمعہ حویزی
۳۸. الجواہر السنیۃ: شیخ حر عاملی
۳۹. حلیۃ الابرار: سید ہاشم بحرانی
۴۰. الخصال: شیخ صدوق
۴۱. دلائل الامامۃ: محمد بن جریر طبری صغیر
۴۲. روح المعانی: محمود آلوسی
۴۳. روضۃ الواعظین: فتال نیشاپوری
۴۴. ریاض الابرار: سید نعمت اللہ جزائری
۴۵. ریاض السالکین: سید علی خان مدنی
۴۶. الزام الناصب: علی بن زین العابدین یزدی حائری

۴۷. زبدۃ التفاسیر: ملا فتح اللہ کاشانی
۴۸. سفینۃ البحار: شیخ عباس قمی
۴۹. سیمائے امام علیؑ در قرآن: ابوالقاسم حسکانی
۵۰. شواہد التنزیل: حاکم حسکانی
۵۱. الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم: علی بن یونس بیاضی
۵۲. العدد القویۃ لرفع المخاوف الیومیۃ: علی بن یوسف بن مطہر حلی
۵۳. علل الشرائع: شیخ صدوق
۵۴. عیون اخبار الرضا: شیخ صدوق
۵۵. الغیبۃ: شیخ طوسی
۵۶. الغیبۃ: محمد بن ابراہیم نعمانی
۵۷. الفرقان فی تفسیر القرآن: محمد صادق تہرانی
۵۸. القرآن وفضائل اہلبیت: صالحی اندیمشکی
۵۹. کافی: شیخ کلینی
۶۰. الکشف والبیان عن تفسیر القرآن: احمد بن محمد ثعلبی
۶۱. کشف الغمہ: علی بن عیسی اربلی
۶۲. کفایۃ الاثر: علی خزاز قمی
۶۳. مأۃ منقبۃ: ابن شاذان قمی
۶۴. مجمع البحرین: فخر الدین طریحی
۶۵. مجمع البیان: علامہ طبرسی
۶۶. مرآۃ العقول: علامہ مجلسی
۶۷. مسائل علی بن جعفر: ابوالحسن علی بن جعفر عریضی
۶۸. مصباح الشریعہ
۶۹. مفاتیح الجنان: شیخ عباس قمی
۷۰. من لا یحضرہ الفقیہ: شیخ صدوق
۷۱. من ھدی القرآن: سید محمد تقی مدرسی
۷۲. المنار: محمد رشید رضا
۷۳. مناقب آل ابی طالب: ابن شہر آشوب

۷۴. منتخب الانوار المضیۃ: بہاء الدین نیلی

۷۵. منھاج البراعۃ: میر حبیب اللہ خوئی

۷۶. مواہب الرحمان: سید عبدالاعلیٰ سبزواری

۷۷. المیزان: علامہ طباطبائی

۷۸. نوادر الاخبار: ملا محسن فیض کاشانی

۷۹. الہدایۃ الکبریٰ: حسین بن حمدان خصیبی

۸۰. الوافی: ملا محسن فیض کاشانی

WWW.SHIABOOKSPDF.COM
SHIA BOOKS PDF
MANZAR AELIYA
WWW.SHIABOOKSPDF.COM

محمد علی بک ڈپو
بریٹو روڈ، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی
Cell:0300-2985928

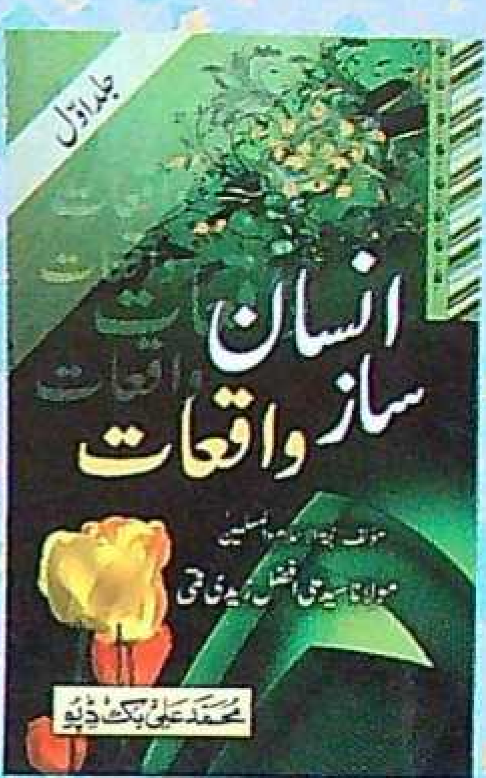

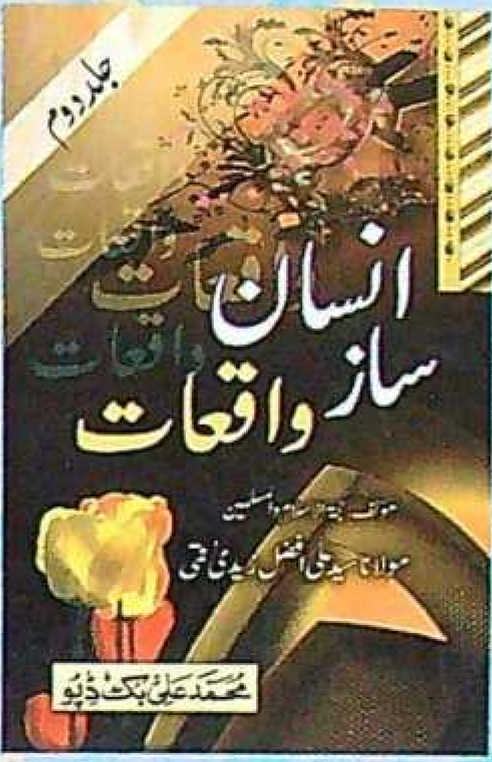

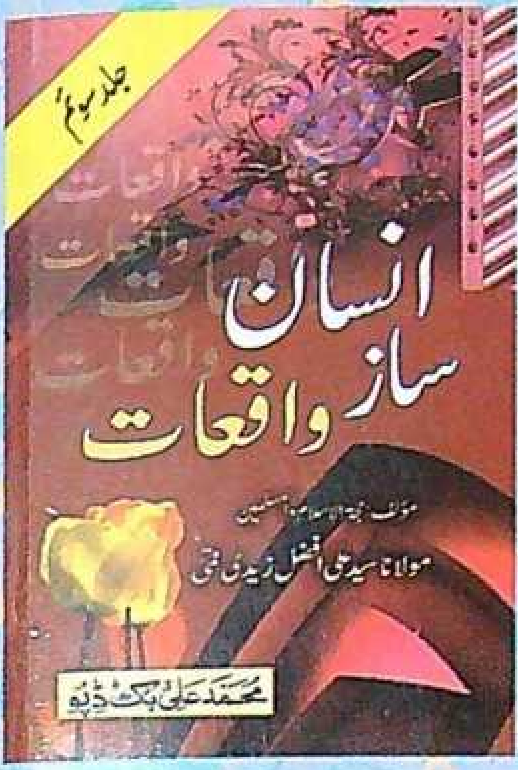

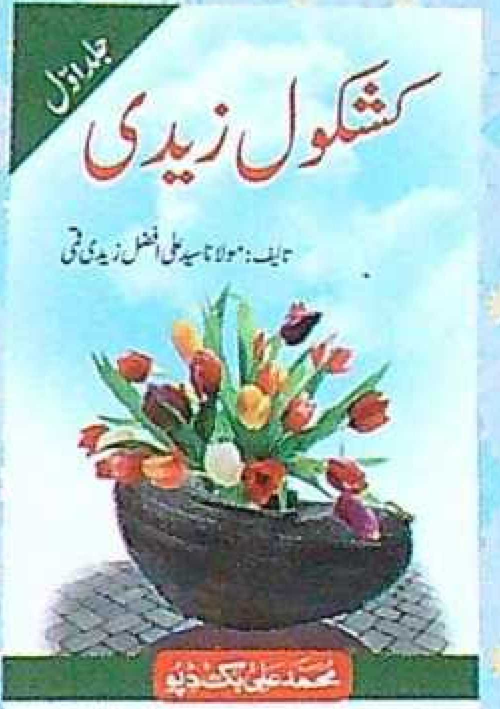

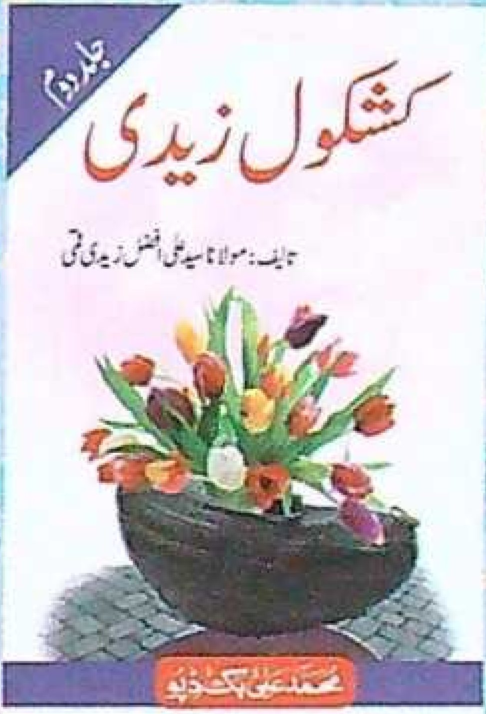

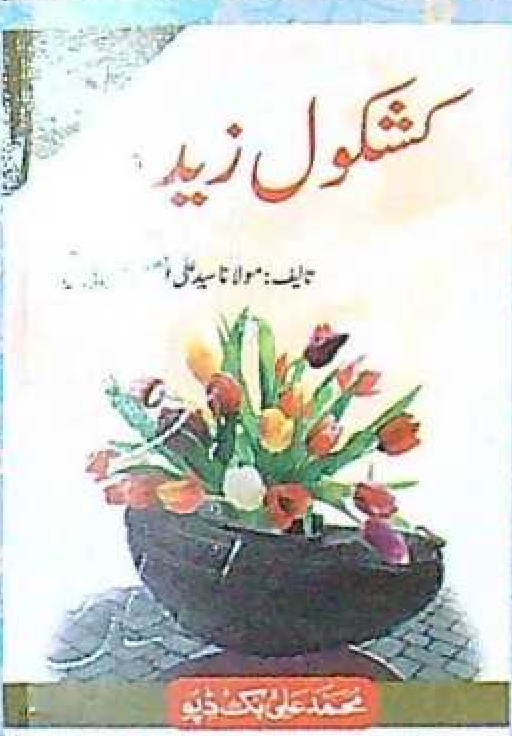

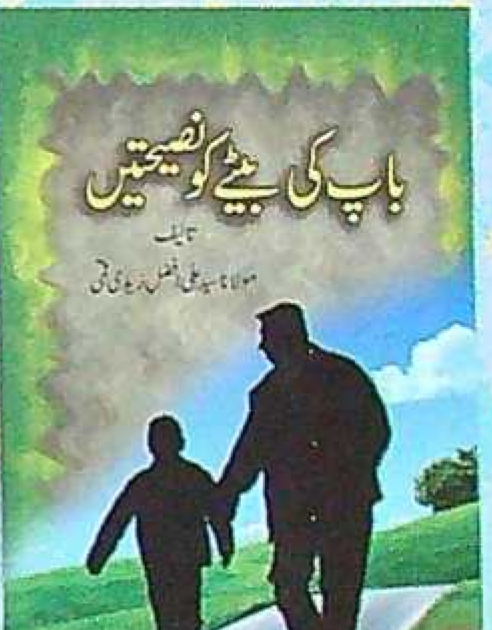

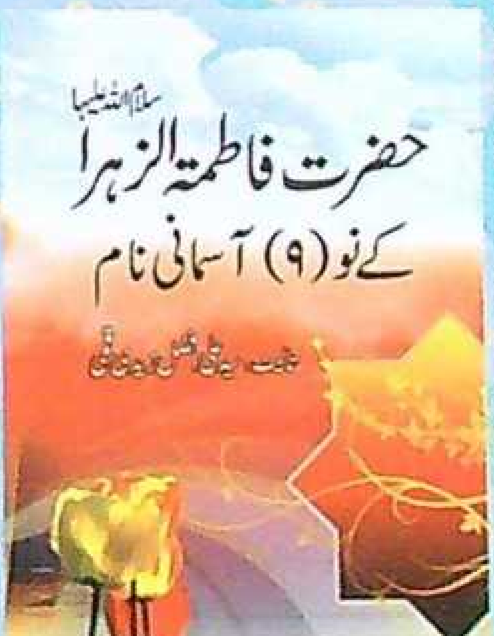

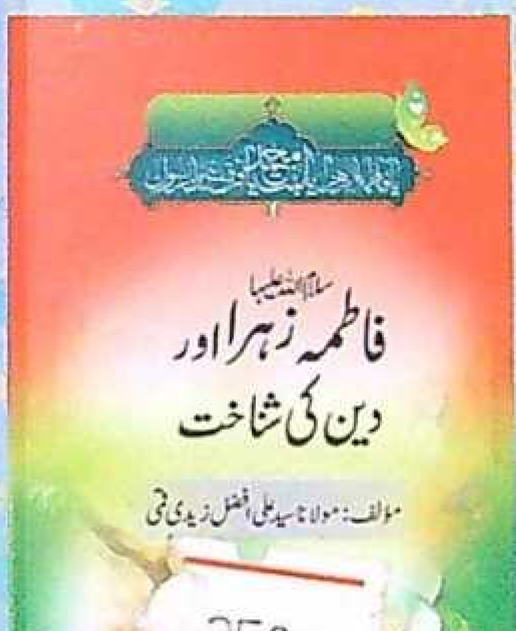

Rs. 350

محمد علی بک ڈپو
بریٹو روڈ، سولجر بازار نمبر
Cell:0300-2985928